چوں فارغم ز بارگہ بادشاہ نیز　　سوئے درِ وزیر چہ التفات شوم

محمود کے سامنے فردوسی کے اشعار ایسے پڑھے جانے لگے جس سے اُس کا معتزلہ شیعہ قرمطی دہریہ ہونا ثابت ہو سلطان کو بھی اشعار کی طرف رغبت کم ہوگئی تھی۔ کچھ اس سعایت و شکایت سے بھی فردوسی کے حال پر پہلی سی مہربانی نہ رہی تھی باستان نامہ کی جو داستان نظم میں مرتب ہوتی جاتی تھی اسکی نقلیں اطراف میں جاتی تھیں امراء اُسکا صلہ فردوسی پاس بھیجتے تھے یہ امر بھی سلطان کو ناگوار خاطر ہوتا تھا ۔غرض وزیر کے سبب سے سلطان کو فردوسی سے نفرت ہوگئی جب شاہنامہ کو فردوسی تمام کرچکا تو اُسے ایاز کو دیا۔ فردوسی اور ایاز میں کمال محبت تھی۔ ایاز نے سلطان کی نذر کیا سلطان نے خواجہ احمد بن حسن کو فرمایا کہ پیلوار زر سرخ فردوسی کو دیں یہ شعر پڑھا۔ بیت ۔

کنوں پیلوارش دہم گنج و زر　　بہ چشم من چو بکشود گنج گہر

وزیر نے عرض کی کہ حضور کی ہماری حکمت آراے پر مخفی نہیں ہے کہ شادی مفرط بھی آدمی کو اسی طرح ہلاک کرتی ہے جیسا کہ غم بے اندازہ۔ معوذ باللہ اگر یہ صلۂ بادشاہ فردوسی پاس پہونچے گا تو وہ شادی مرگ ہوجائیگا غرض سلطان کو بہکا کر وزیر نے ساٹھ ہزار مثقال نقرہ ایاز کے ہاتھ اُس پاس بھیجے جب صلہ اُس پاس پہونچا تو وہ حمام میں نہا رہا تھا جب حمام کے باہر وہ آیا تو ایاز نے سلام کرکے صلہ پیش کیا اُسے دیکھ کر وہ بہت غمگین ہوا اور ایاز سے کہا کہ سلطان نے اپنا وعدہ ایفا نہیں کیا۔ ایاز نے سلطان اور وزیر کی ساری حکایت عرض کی فردوسی نے بیس ہزار مثقال حمامی کو اور بیس ہزار ایاز کو اور بیس ہزار فقاعی کو دیدیئے اور ایک پیالہ شربت کا پیا اور ایاز سے کہا کہ سلطان سے عرض کرو کہ میں نے جو رنج اس کام میں اٹھایا وہ اِن مثقال نقرہ کے لئے نہ تھا جب ایاز نے سلطان سے یہ عرض کیا تو وہ وزیر پر غصہ ہوا وزیر نے عرض کی کہ بادشاہ کا صلہ ایک درم سے لیکر ہزار درم تک برابر ہے۔ بلکہ اگر بادشاہ ایک خاک کی مٹھی بھی صلہ میں بھیجے تو چاہیئے کہ اسکو آنکھوں کا سُرمہ بنائے اور اُسکا اعزاز و اکرام کرے فردوسی نے سلطان کے ساتھ سخت گستاخی کی ہے غرض بعض نے فردوسی کی طرف سے ایسا وزیر نے بھڑکایا کہ سلطان نے حکم دیدیا کہ یہ قرمطی ہاتھی کے پاؤں تلے کچلا جائے تاکہ تمام بے ادبوں کو عبرت ہو فردوسی کو اسکی خبر ہوئی صبح کو سلطان کی خدمت میں حاضر ہوکر قدموں پر گر پڑا اور گڑگڑایا کہ حاسدوں

بندہ کو حضور کے نزدیک رافضی و قرمطی ٹھیرا دیا حضور کی رعایا میں گبر و یہود و ترسا رہتے ہیں مجھکو بھی اُن میں سے شمار فرمائیے اور قتل سے معاف کیجیے اور یہ اشعار فی البدیہہ پڑھے +

چو در ملک سلطان کہ جنبش شنود ۔ بسے ہست ترسا و گبر و یہود
گرفتند در ظل عدلش قرار ۔ شدہ ایمن از گردش روزگار
چہ باشد کہ سلطان گردوں شکوہ ۔ رہی را شمارد یکے زاں گروہ

اِن اشعار سے سلطان کا غصہ فرو ہوا اور اُسکا قصور معاف کر دیا +

فردوسی نے غزنین سے باہر چلے جانے کا ارادہ کیا اور جامع مسجد میں یہ اشعار اُس جگہ دیوار پر لکھے جہاں سلطان آن کر بیٹھتا تھا +

خجستہ درگہ محمود زابلی دریاست ۔ چگونہ دریا کہ آں را کرانہ پیدا نیست
چہ غوطہ ہا زدم و اندرو ندیدم دُر ۔ گناہِ بخت من ست ایں گناہ دریا نیست

جب محمود نے جامع مسجد میں آنکر یہ اشعار پڑہے اور سلطان سے فردوسی کے معتقدین نے اُسکی سفارش کی اور عرض کیا کہ جو معاملہ فردوسی کے ساتھ ہوا ہے وہ ایک قصہ بخل و حسد کا ساری دُنیا میں مشہور ہو گا۔ سلطان نے حکم دیدیا کہ ساٹھ ہزار دینار طلا خلعت شاہی کے ساتھ فردوسی پاس بھیجا جائے یہ عجب اتفاق کی بات ہے طوس کے ایک دروازہ سے فردوسی کا یہ صلہ آیا تھا کہ دوسرے دروازہ سے اس کا جنازہ جاتا تھا کہتے ہیں اِس صلہ کے روپیہ سے سلطان نے طوس کی ندی کا آب بند تعمیر کرا دیا۔ حکیم ناصر خسرو نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ میں جب طوس میں گیا تو ایک رباط نو تعمیر دیکھی جسکو لوگ کہتے تھے کہ یہ رباط صلہ فردوسی سے بنی ہے۔ فردوسی نے سلطان محمود کی ہجو میں ایک مثنوی لکھی ہے جسے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ محمود کی وہ بُرائیاں اس سے ظاہر ہوتی ہیں جو کسی طرح آشکار نہ ہوتیں حضرت ابو الفضل نے اس ہجو کی نسبت یہ اکبرنامہ میں لکھا ہے کہ چون فردوسی پست فطرت در سبکسری خواہش در شدہ و پردہ آزرم را در گفتگوے داد و ستد بر گرفت آنچہ فردوسی را بود بہا نمیدانست بدل آں را سنگ پارچہ چند اندیشیدہ چوں بازاریاں بازار در کشایش افزایش زیان زدہ گشت۔ بہا را بے بہا و وزن را بے وزن ساخت سی سال زحمت کشید برائے نفرین ابد +

عارف جامی کہتا ہے+

گذشت شوکت محمود و در زمانہ نماند — جز این فسانہ کہ نشناخت قدر فردوسی

غرض ایک ہی بات سے مختلف نتیجے نکالے ہیں اپنے اپنے اعتبار سے وہ سچے ہیں — انگریزی مورخ اس تمام واقعہ کو ایک داستان بے سر و پا جانکر یہ لکھہ دیتے ہیں کہ محمود نے ہر شعر پر ایک دینار دینے کا وعدہ کیا تہا ساٹھہ ہزار شعر دیکھہ کر اپنے وعدہ سے پچہتایا اور بخل کے سبب سے وعدہ پورا نہ کیا-

علم ابو ریحان بیرونی+

دربار محمودی کا درۃ التاج حکیم ابو ریحان بیرونی تھا- یہ ابو ریحان محمد بن احمد بیرونی سنہ ۳۶۰ ہجری میں پیدا ہوا تہا جنم بھوم اُسکی بیرون تھی جو ملک سند کا ایک شہر تھا- اسنے تحصیل علوم و فنون کی تکمیل کے لئے اپنا وطن چھوڑا اور سیر و سیاحت مختلف ملکوں میں کی کچھہ دنوں فارس کے بادشاہ شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کی خدمت میں رہا- اُسکی وزارت کو علم کی خاطر نہیں منظور کیا- برسوں تک خوارزم میں بھی رہا اور وہاں سے کسی سبب سے سلطان محمود کے پاس چلا آیا سلطان محمود غزنوی کے ساتھ اُسنے ہندوستان کی بڑی سیر کی اور یہاں رہ کر نہایت محنت و مشقت سے سنسکرت میں مہارت کامل پیدا کی- یہاں کے پنڈتوں کی دماغ میں یہ نخوت سمائی ہوئی ہے کہ ہند کے سوا اور ساری دنیا میں کہیں علم نہیں ہے جب ابو ریحان اور قوموں کے علموں کا ذکر کرتا تو وہ اُسکو جھوٹا یا دیوانہ سمجھتے مگر جب اس نے تحریر اقلیدس اور مجسطی کا ترجمہ سنسکرت میں کر کے ان کو دکھا دیا تو وہ متحیر ہوئے اور اُسکو ساحر کہنے لگے اور حقارت سے اُس سمدر سے تشبیہ دینے لگے جسکا پانی سرکہ سے زیادہ ترش ہو+

ابو ریحان کی تصنیفات اسقدر ہیں کہ اگر اُنکے نام لکھئے تو چند کاغذ کے تختے سیاہ ہوں اور اگر اُسکی کتابوں کو جمع کر کے اونٹ پر لادئیے تو وہ بہت دیر تک بڑبڑائے- اُس نے سنسکرت کی وہ کتابیں عربی زبان میں ترجمہ کیں جنکو پنڈت بھی بہت مشکل سے سمجھتے ہیں علوم مختلفہ میں اُسکے ایجادات اور اختراعات ایسے ہیں کہ جنمیں ذہانت اور جودت طبیعت آجکل کے موجدوں کی پائی جاتی ہے قسطیح کرہ کے باب میں ایک رسالہ اُسنے لکھا ہے کہ جسمیں کرہ کی سطح مستدیر کو سطح مستوی پر نقشہ بنانے کی ترکیبیں اختراع کر کے وہ لکھی ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ علم ہندسہ میں اُسکو کمال تھا- وہ بو علی سینا کا معاصر تھا- اُسسے علمی مباحثے مدتوں تک رہے اُنمیں اسی کا پلہ بھاری رہا علم نجوم یونانی اور ہندی میں

دو نو جانتا تھا علم ہیأت میں اسکی تصنیفات اس زمانہ میں بھی اعلی درجہ کی شمار ہوتی ہیں اسنے جو اپنا
ہند کا سفر نامہ لکھا ہے اُس سے صدہا تاریخی عقدے حل ہوتے ہیں محمود غزنوی کے حملوں کے مقامات
اسے صحیح معلوم ہوتے ہیں کہیں کہیں ہم نے اُسکا ذکر کیا ہے - اہل یوروپ کو اسی عالم کی تصنیفات
سے اول اول بہت کچھ سنسکرت کی کتابوں پر اور ہندؤں کے رسم ورواج پر علم ہوا ہے

سلطان محمود کے اگرچہ کئی ہزار غلام تھے لیکن ان میں سر آمدہ ایاز تھا اور اُسکے عشق کی کمند میں
محمود گرفتار تھا - ایاز کو کہتے ہیں کہ والی کشمیر کا بیٹا تھا باپ کے ساتھ شکار میں گیا تھا کہ چوروں نے
اُسکو قابو پاکر پکڑ لیا اور بدخشاں اُسکو لیگئے یہاں اس لعل بے بہا کو ایک سوداگر کے ہاتھ خطیر [ایاز]
قیمت پر فروخت کیا - تقدیر الہی سے شاہزادہ سے غلام بنا اور نام بھی اُسکا غلاموں کا سا رکھا گیا
سوداگر اپنے سارے مال سے زیادہ اس غلام کو قیمتی جانتا تھا اور اُس کی تربیت وتعلیم میں
سعی کرتا تھا وہ بدخشاں سے حسب طلب غزنین میں آیا تو ایاز کے حسن وجمال کا شہرہ سلطان محمود کے کان
تک پہونچا - اُس کو اپنی انجمن خاص کا انیس اور مخلص اختصاص کا جلیس بنایا حسن صورت سے
زیادہ اُس کی حسن سیرت پر فریفتہ ہوا - **بیت**

این عشق کہ ہست بے خود از خویش　　　نے شاہ شناسد و نے درویش

سلطان کے نیاز کے اور ایاز کے حسن وناز کے قصے اکثر مشہور ہیں ملا زلالی نے ایک داستان
اسکی بڑی رنگین لکھی ہے - ایاز حسن صورت وجمال ظاہری میں ایسا یکتا نہ تھا جیسا کہ اخلاق
پسندیدہ وصفات حمیدہ میں بے بہا تھا +

حبیب السیر میں لکھا ہے کہ سلطان محمود کا اول وزیر ابو العباس فضل بن احمد اسفراینی تھا
سلاطین سامانی کے امراء میں فائق ایک امیر تھا اُسکے ہاں وہ کتابت کرتا تھا جب فائق کے [وزرائے محمود]
اقبال کا زوال آیا تو وہ امیر ناصر الدین سبکتگین پاس آیا اور مسند وزارت پر بیٹھا بعد امیر ناصر الدین
کے مرنے کے سلطان محمود نے بھی اُسکو وزارت کے منصب پر قائم رکھا - ابو العباس کو عربی زبان
میں ایسا تبحر نہ تھا کہ وہ احکام سلطانی کو عربی زبان میں لکھتا اسلئے سلطان نے حکم دیا کہ احکام
فارسی زبان میں لکھے جائیں لیکن خواجہ بزرگوار خواجہ احمد میمندی نے پھر احکام کو عربی زبان میں

لکھوانا شروع کیا۔ ابو العباس فضیل کو امور مملکت اور سر انجام مہام سپاہ و رعیت میں کمال تھا جب
دس سال وزارت کر چکا تو بعد ازاں وہ معزول ہوا۔ بعد اسکے خواجہ بزرگوار احمد بن حسن میمندی
وزیر ہوا وہ سلطان کا برادر رضاعی اور ہم سبق تھا۔ اسکا باپ حسن میمندی امیر ناصر الدین سبکتگین کے
عہد میں قصبہ بست میں ضبط اموال کے لئے اقامت رکھتا تھا۔ مگر اسکی خیانت کے سبب وہ پھانسی
چڑھایا گیا۔ یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ سلطان کا وزیر حسن میمندی تھا بالکل غلط وہمی خیال ہے
حسن خط میں جودت و فہم و فضل میں احمد بن حسن مشہور تھا اول وہ صاحب دیوان انشا
و رسالت کا ہوا۔ پھر سلطان کی عنایت سے درجہ بدرجہ ترقی ہوتی گئی استیفا و ممالک کا عہدہ ملا
شغل عرض عساکر اسکا ضمیمہ ہوا۔ بلاد خراسان میں اموال کی تحصیل اُسکے سپرد ہوئی۔ اور جب
ابو العباس اسفراینی سے سلطان کی طبیعت مکدر ہوئی تو عہدہ وزارت اُسکو بالاستقلال مل گیا
اٹھارہ برس تک وہ اس عہدہ وزارت پر مامور رہا اور ملک و مال کا کام بخوبی کرتا رہا۔ پھر
التونتاش سپہ سالار اور امیر علی خویشاوند کا عروج ہوا۔ اُنکی غیبت و بہتان سے خواجہ بزرگوار
معزول ہوا۔ قلعہ کالنجر میں تیرہ سال قید رہا۔ امیر مسعود کی سلطنت میں اس قید سے رہا ہوا۔
اور پھر وزیر سلطنت ہوا۔ اور ۴۲۴ھ میں انتقال کیا۔ پھر سلطان محمود نے ایک مدت کے بعد احمد حسن بن
میکال کو منصب وزارت عطا کیا وہ لڑکپن سے سلطان کی خدمت میں رہتا تھا۔ جودت طبع و جودت
گفتار و محاسن کردار میں معروف تھا وہ سلطان کی وفات تک وزیر رہا +

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمود کی سلطنت کا ملکی نظم و نسق ایرانیوں کے ہاتھوں میں تھا
اسکے دو بڑے وزیر ابو العباس اور احمد میمندی خاص ایرانی تھے۔ اور وہ دونوں ترکی کے سپہ سالاروں
سے بغض و عداوت رکھتے تھے + اگرچہ ایرانیوں نے کبھی ہندوستان فتح نہیں کیا مگر کاروبار
سلطنت میں دخیل ہونے سے انہیں کی زبان کا رواج ہندوستان میں ہوا۔ اور وہی شاہی زبان سمجھی گئی

محمود کی صورت +

محمود متوسط الاندام تھا۔ اعضا میں اُسکے تناسب تھا ورزش بہت کرتا تھا۔ مگر چیچک نے
اُسکے چہرہ کو ایسا کھایا تھا کہ ایک دن وہ آئینے میں اپنے چہرہ کو دیکھ کر پژمردہ اور افسردہ ہوا
اور وزیر سے کہنے لگا کہتے ہیں بادشاہوں کے دیکھنے سے نور بصر زیادہ ہوتا ہے۔ مگر میری

محمود کی بھلائیوں اور برائیوں کا بیان +

صورت ایسی ہو کہ جس سے دیکھنے والوں کو ضرر پہونچے گا۔ وزیر نے عرض کی کہ آپ کی صورت تو ہزاروں آدمیوں میں سے ایک بھی نہیں دیکھنے کا مگر سیرت پسندیدہ کو سب دیکھینگے ایسی حسن سیرت پیدا کیجیے کہ جس پر ساری خلق مفتون اور شیدا ہو۔ اس کلام نے وہ تاثیر محمود کے دل پر کی کہ اُس نے اپنی حسن سیرت نے زشتی صورت کے عیب کو مٹا دیا +

ہندوستان سے جو حال محمود کا تعلق رکھتا اُسکو بالتفصیل اور باقی کو بالاجمال ہم نے بیان کر دیا ہے اب طالب علم غور کر کے اُسکی برائیاں بھلائیاں اُسکے اعمال اور افعال سے خود سمجھیں جو ہمارے سمجھ میں آتا ہے وہ بیان کرتے ہیں +

اول سلطان محمود اپنے وقت کا بڑا شان و شوکت اور جاہ و جلال کا بادشاہ تھا وہ مشاہیر عالم میں ہمیشہ شمار ہوگا اہل اسلام میں وہ ہمیشہ سلطان عظیم سمجھا جائیگا۔ کیسا جوانمرد اور شجاع کہ جب دشمن پر فوج لیکر چڑھتا۔ دریا کی طرح نشیب و فراز نہ دیکھتا۔ دشمن پر برابر پانی پھیرتا چلا جاتا۔ کیسا منتظم اور اولوالعزم تھا کہ کیسے کیسے لشکر ونکو اُن صحراؤں سے نکال کر لے گیا۔ جہاں پانی کا پتا اور گھاس کا پتا نہ تھا۔ کہاں سے کہاں گیا۔ کیا کیا ارادے کئے سلطنت اُسکی ایسی وسیع کہ جس کی شرقی اور غربی سرحدیں دجلہ اور گنگا اور شمال اور جنوبی حدیں تاتار اور بحر ہند کیسا مدبر کہ کتنی ہی دور دارالسلطنت سے چلا جاتا مگر انتظام ملکی میں بال برابر خلل نہ آتا۔ گو بعض محقق یہ کہیں کہ اُس وقت ملکوں کا خود حال ایسا ہو رہا تھا کہ سلطنت کا اتنا کر لینا کمال نہ تھا۔ مگر محمود کے صاحب کمال ہونے میں کسکو گفتگو نہیں ہے۔ دولتمند ایسا کہ شاید دوسرے بادشاہ پاس اسقدر دولت ہوگی جس وقت اُسکی سنا کہ امیر نوح سامانی پاس سات رطل جواہر تھے تو اُس وقت اُسنے یہ کہا کہ خدا کی عنایت سے میرے پاس سات سو رطل جواہرات کے ہیں +

دوم جیسا اُسکو مندروں اور بتوں کے توڑنے پھوڑنے کا شوق تھا ایسا ہندوؤں کو مسلمان بنانے کا ذوق نہ تھا کہیں تاریخ سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُسنے اشاعت اسلام اور دعوت اسلام میں ہمت صرف کی ہو گجرات میں لاتنے دنوں تک پڑا رہا۔ مگر ایک ہندو کو مسلمان نہ بنایا۔ اُسکا طریقہ محمد بن قاسم کا سا نہ تھا۔ کہ ہندوؤں سے مسلمان ہونے کو کہتا۔ پھر جہاد کرتا۔ غرض محمود ان مسلمانوں میں نہیں شمار ہو سکتا

کہ جنہوں نے مذہب اسلام کا علم بلند کیا ہو - اہل یورپ اُسپر الزام تعصب مذہبی کا ناحق لگاتے ہیں محمود دیندار مسلمان تہا - لڑائی اور جہاد فقط غنیمت کے لئے کرتا - جہاں اُسکو دولت مل گئی پھر اُس کو کچھہ پروا کسی بات کی نہ تھی - اگر وہ بالاستقلال کسی صوبہ پر ہندوستان کے قبضہ کرتا تو اُس کے ہاتھہ ایسی غنیمت تو نہ آتی مگر اسلام کے حق میں زیادہ فائدہ مند بہت امر ہوتا -

سوم - اُسنے اسلام کو ایسی ہیبت ناک شکل میں دکھایا - کہ ہندوؤں کو اُسکی طرف رغبت پیدا نہ ہوئی بلکہ نفرت زیادہ ہوگئی - اور پھر اُنکا اسلام میں لانا زیادہ دشوار ہوگیا +

چہارم اہل یورپ جیسا اُسکے ذمہ تعصب مذہبی کا الزام بیجا لگاتے ہیں ایسی ہی ایشیا والے اُسکی بعض حرکات سے حریص ہونے کی تہمت دہرتے ہیں - اور یہ اشعار اُسکی شان میں کہتے ہیں +

نبودش ز فضل سخاوت شرف | نگہداشتے در لبسان صدف
خزائن بسے داشت پر از گہر | ولے زاں نشد مفلسے بہرہ ور

مرتے وقت سب نقد و جنس کو دیکھا - مگر ایک بیسا ہاتھہ سے نہ نکلا - مگر یہ الزام بھی پہلے الزام کی طرح بیجا معلوم ہوتا ہے - اُسکے دربار میں اسقدر فضلا ر علما ر شعرا ر حکما جمع ہوئے تھے اور اُسکے خوان مکرمت سے بہرہ مند ہوتے تھے - کسی اور بادشاہ کو یہ بات کم نصیب ہوئی ہوگی غرض جیسا کہ وہ دولت کے پیدا کرنے میں ہوشیار تھا - اُسکے خرچ کرنے میں کفایت شعار تھا نہ فضول خرچ تہا - نہ ممسک تہا مگر یہ عیب اُسمیں ضرور تھا کہ وہ اپنے عمدہ کاموں میں دولت کی حرص کو ایسا شامل کر دیتا تہا کہ وہ کام اچھا بھی برا معلوم ہوتا تہا - اُس کے سارے جہاد اور لڑائیاں یہ معلوم ہوتے ہیں کہ فقط دولت جمع کرنے کے لئے تہیں ابو الفضل نے بڑا ستم کیا ہے کہ سلطان محمود کی نسبت یہ زہریلے فقرے لکھے ہیں بتعصب بتشگان ہند را دار الحرب اموده آں سادہ لوح را ریختن آب ناموس و خون بیگناہاں و گرفتن مال نیکواں برانگیخته + سچ یہ ہے کہ اگر اس زمانہ کا لحاظ کریں تو سلطان اخلاق حمیدہ سے موصوف شجاعت فطری و کسبی میں معروف - ممالک ستانی و سپاہ گری و تیغ گزاری میں ایسا سلیقہ رکھتا تھا کہ مخالفوں کو مغلوب کرتا تھا - رعیت پروری و داد گستری سے ملک کو رونق دیتا تھا - اپنی عدالت سے ستمگاروں کو سزا دیتا تھا اور ستم دیدگان کو مدعا پر پہنچاتا تہا

نصیب نہ ہوئی طمع نبوی ہوتو اسکے کمتر درجہ کی تہہ اسکی ثواب کے اور مال و اسباب حاصل کرنیکی لئے وہ ہندوستان میں ستر ہ دفعہ آیا یہ شعر اسکی حسب حال ہے

ہر جانبکہ جنبش رسید + اقبال برہنہ پا دویدہ + شیران جہاں شکار کردہ + فرزند جگاں کنار کردہ

سخندانی و نکتہ فہمی و لطیفہ گوئی و مدعا شناسی میں بہرہ کافی رکھتا تھا فضلا و شعرا کا اعزاز و احترام کرتا تھا- اور انکے ساتھہ رعایت و احسان کرتا تھا- منجم کہیں مصیبت اسپر نہیں پڑی اور کوئی لڑائی ایسی نہیں کی جسمیں اسنے خدا کی درگاہ میں سجدہ کرکے دعا نہ مانگی ہو- اور اپنی فوج پر سلامتی اور خدا کی رحمت نہ چاہی ہو وہ فقرا اور گوشہ نشینوں کا بڑا معتقد تھا- خلیفہ وقت کی ہمیشہ فرمانبری کرتا تھا- باوجود اس حشمت اور شوکت کے خلیفہ قادر باللہ نے جو خطاب اسے دیا تھا اسکو اپنا فخر سمجھتا تھا غرض اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پکا مسلمان تھا- تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ طبقات ناصری میں دیکھنے میں آیا کہ سلطان محمود ہمیشہ اس حدیث کے باب میں کہ العلماء ورثۃ الانبیاء میں متردد رہتا تھا اور قیامت کی نسبت شک تھا اور اسمیں بھی شبہ تھا کہ میں امیر سبکتگین کا بیٹا ہوں یا نہیں ایک رات کہیں سلطان جاتا تھا فراش شمع و شمعدان طلائی آگے لئے ہوئے جاتا تھا کہ اسنے دیکھا کہ ایک طالب العلم اس سبب سے کہ چراغ جلانیکے لئے اسکے پاس دام نہ تھے- ایک بقال کی دکان کے چراغ کی روشنی میں مطالعہ کرتا تھا- سلطان کو اسپر رحم آیا اور شمع و شمعدان اسکو دیدیا- اُس شب کو رسول خدا کی زیارت ہوئی کہ انہوں نے یہ فرمایا- یا ابن امیر ناصر الدین سبکتگین اعزک اللہ فی الدارین کما اعززت وارثی- اس بات سے اسکی تینوں مشکلیں حل ہوگئیں طبقات ناصری میں مجھے یہ حکایت نہیں ملی انگریزی مورخ اس مضمون کو یوں ادا کرتے ہیں + ایشیائی مورخ جسکی کچھہ وقعت نہیں کرتے کہ اسکو دو شبہے عائد ہوئے- اول یہ کہ میں امیر سبکتگین کا بیٹا ہوں یا نہیں خیر اسکی اصل تو کچھہ ہو سکتی ہے- کیونکہ وہ ماں کی طرف سے داغدار تھا- ما اسکی زابلستان کے کسی امیر کی بیٹی تھی- اُسکے منکوحہ و غیر منکوحہ ہونے میں اشتباہ ہے- مگر دوسرا یہ شبہ کہ قیامت ہوگی یا نہیں اس شبہ کے سبب سے لوگ اُس سے متنفر ہونے لگے- تو اسنے یہ کہا کہ پیغمبر خدا نے خواب میں آکر میرے دونو شبہے رفع کردئے ہیں +

تشنیم سارے محمود کے حال میں کہیں پتہ نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی نیا قانون اور آئین اور دستور جدید ایجاد کیا ہو- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کاموں کے لئے وہ شرع اسلام کو کافی سمجھتا تھا اور قوانین کے ایجاد کرنے میں اپنا وقت نہیں ضائع کرتا تھا- مگر اسکو انتظام کرنا خوب آتا تھا- عراق کی

عورت کی حکایت دیکھ لو+

ہفتم - اپنی سپاہ میں بدکاری کو راہ نہ دیتا تھا - اور سخت منتظم اس کام میں تھا اور قواعد اور قوانین سپاہ کی بڑی رعایت کرتا تھا - بھانجے کے قتل کرنے کی حکایت سے یہ بات ثابت ہے+

ہشتم - اسکو علم کا بڑا شوق تھا یہی سبب اصل اسکی ناموری کا تھا - اِس عمدہ صفت کے سبب سے وہ فخر اسلام شمار ہوتا ہے - اور اور قومیں بھی اسکو مانتی ہیں غرض یہی اسکے اصل فخر اور عزت کا سبب تھا عمارات کا بھی شوق رکھتا تھا - ایک مسجد اُسنے غزنین میں بنوائی - ساری سنگ ماسی اور سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی - اور ایسی خوبصورت تھی کہ لوگ اُسے دیکھ دیکھ کر متحیر ہوتے تھے اور بے اختیار اُس کو عروس فلک کہتے تھے - یہ بادشاہ کا شوق ایسا تھا کہ اور امرا نے بھی اسکی تقلید کر کے غزنین میں وہ عمارتیں بنوائیں کہ وہ سارے ایشیا کے شہروں پر سبقت لیگیا+

نہم - محمود خوش اخلاق بڑا تھا - اپنے رفقا اور ملازمین سے بہت اچھی طرح پیش آتا تھا - غلاموں کا حسین شوقین تھا - محمود کا غلام ایاز مشہور ہے جسکی حکایتیں بہت سی زبان زد خلائق ہیں کوئی بات ایسی نہ تھی کہ جس سے اسکو ظالم کہہ سکیں جو کوئی شخص اُسکے ہاتھ سے لڑائی میں مارا جاتا مارا جاتا - مگر پیچھے وہ کسی کی جان نہ لیتا اور نہ اُسکے دربار میں وہ ظلم ہوتے جو اور ایشیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کے ہاں ہوا کرتے ہیں - باغی عفو تقصیر کے بعد بھی جو بغاوت کرتے اُنکو سوا قید کے اور کوئی سزا نہ ملتی

ذکر سلطنت شہاب الدین و جمال الملۃ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی

سلطان محمود کی اولاد اور اسکی تربیت+

سلطان محمود کے تین بیٹے تھے امیر مسعود - امیر محمد - امیر عبد الرشید - سنہ ۴۱۱ھ میں غور کے فتح کے لئے سلطان روانہ ہوا - اور بست سے زمین داور میں پہنچا تو اپنے بھائی یوسف اور دو بیٹوں امیر مسعود اور امیر محمد کو یہیں زمین داور میں چھوڑا - سلطان کو اول اُسکے باپ نے اسی سرزمین کا والی مقرر کیا تھا اسلئے وہ زمین داور کو اپنی اولاد کے لئے مبارک سمجھا - ان لڑکوں کے لئے ملازم خادم - اتالیق سب مقرر کئے اور یہاں کے حاکم بالتگین کو انکا محافظ مقرر کیا - اُس وقت دونو شاہزادے چہار دہ سالہ تھے - وہ دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے تھے - مسعود چند گھنٹے

محمد سے بڑا تھا اور یوسف کی عمر سترہ برس کی تھی۔ یہ تینوں ہم عمر بھائی آپسمیں مل جل کر پیار یا اخلاص سے خوش وخرم رہتے تھے۔ امیر مسعود کی تعظیم وتکریم نوکر چاکر بہ نسبت ان دو کے زیادہ کرتے تھے

امیر مسعود کی ولیعہدی +

۴۰۵ھ میں امیر مسعود کو غور کی لڑائی میں محمود لے گیا۔ اس لڑائی میں باپ کے ساتھ بڑے بڑے بہادری کے کام اُس نے کئے۔ ایک حصار کے برج پر ایک شخص اپنے تیروں سے بہت مسلمانوں کو ہلاک کر رہا تھا کہ مسعود نے ایسا تیر تاک کر اُسکی گردن میں لگایا کہ وہ ہلاک ہوا اور اُسی وقت قلعہ فتح ہو گیا۔ جب سلطان جنگ سے فارغ ہوا تو امیر مسعود کو خیمہ میں بلایا اور اُسپر بہت نوازش کی اور اُسکا تجمل زیادہ کیا اور اِس کودکی میں اُسکو اپنا ولیعہد مقرر کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میرے مرنے کے بعد میرے دودمان کا چراغ روشن رکھنے والا سوا اُسکے دوسرا نہیں ہے۔ اپنے باپ کی زندگی میں امیر مسعود نے غور اور خراسان کے فتح کرنے میں بڑے بڑے کارنمایاں کئے تھے مسعود فقط نام ہی میں محمود کا ہم قافیہ نہ تھا بلکہ شجاعت میں اُسکا ردیف تھا +

امیر مسعود کی نوجوانی +

جوانی میں باپ سے چھپ کر امیر مسعود شراب پیتا تھا اور رقص وسرود کی محفلیں گرم کرتا تھا ہرات میں اُسنے عالی شان محل بنایا اور اس میں باغ پر فضا لگایا۔ اسمیں حوض بنایا۔ اور ایک خلوتکدہ کے اندر تمام دیواروں اور چھت پر ایک ہزار تصویریں ننگی عورت ومرد کی بنائیں اور اُنپر نام بھی اُنکے لکھ دئے جنکی تصویریں تھیں۔ اسی محل میں امیر مسعود قیلولہ کرتا تھا۔ سلطان محمود نے امیر مسعود پر اُسکے مخفی حالات دریافت کرنیکے لئے مشرف وجاسوس مقرر کر رکھے تھے۔ اُس کو جب اس محل کا سارا حال معلوم ہوا تو اُسنے نوشتگین کو یہ حکم نامہ لکھ کر دیا کہ وہ آٹھ روز میں ہرات پہنچے اور سیدھا سراے عدنانی کے باغ میں جائے جسکے داہنی طرف حوض ہے اور اُس کے بائیں طرف ایک مکان ہے اُسکی دیواروں و چھت کا حال دیکھ کر چلا آئے۔ وہ کچھ امیر مسعود کا خیال نہ کرے اور جو کوئی اُسکو گھر میں جانے سے روکے تو اُسکی گردن تلوار سے اڑا دے۔ امیر مسعود کو بھی یہ اطلاع ہو گئی کہ جاسوس اسلئے آیا ہے تو اُسنے دیواروں کو گچ کرا کے اور خوب گھٹوا کے کپڑا اسپر ڈلوا دیا اور جاسوس کو دکھا دیا کہ جو کچھ سلطان نے سنا ہے وہ غلط ہے جب اس جاسوس نے آنکر سلطان سے اس مکان کا حال بیان کیا تو اُسنے کہا کہ افسوس ہے کہ اس میرے فرزند پر لوگ جھوٹ بہتان لگاتے ہیں

امیر مسعود کو لڑکپن اور جوانی مین زورآزمائی اور زرشون کا بڑا شوق تہا بڑے بہاری پتھر اوٹہاتا کشتی لڑتا سخت جاڑے مین برف پر موزہ اُتار کہ ننگے پاؤن چلتا شکار بہت کہیلتا شیر کو پیادہ پا اسطرح مارتا کہ پہلے اُس پر اینٹ مارتا جس سے وہ غصہ مین بپکرا آتا تو اسکو نیزہ مار کر مارتا مگر جب اسکو ہندوستان کی ہوا لگی تو ہاتھی ہی پر سوار ہوکر شیر کا شکار کہیلتا غرض وہ شجاعت میں رستم ثانی مشہور تہا اُسکا تیر پیل کے برگستوان کو توڑکر اسکے بدن پر اثر کرتا تہا جس گرز کو وہ ایک ہاتھ سے اُٹہاتا تہا اُس کو کوئی دوسرا شخص دو ہاتھوں سے بھی نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ کریم اور سخی بڑا تھا۔ شاعروں کو انعام سے اکثر مالا مال کر دیتا تھا۔ مگر بڑی عمر میں اس سخاوت میں کمی آگئی تھی +

سلطان محمود کی ناراضمندی امیر مسعود سے اور محمد کی ولیعہدی +

امیر محمد اپنے بھائی امیر مسعود سے بہت حسد رکھتا تھا۔ اُس نے جاسوس مقرر کر رکھے تھے کہ وہ مسعود کی ذرا ذرا سی باتوں سے اطلاع دیتے تھے اور پھر ایک ایک بات کی دس دس باتیں سلطان کے کان میں بھرتے تھے۔ سلطان محمود نے اول امیر مسعود کو ولیعہد کیا پھر مسعود کے حاسدوں اور دشمنوں نے سلطان کا دل اُس سے برگشتہ کرادیا اور ایسی ایسی رنجش کی باتیں ہونے لگیں کہ ایک دن سلطان کی خدمت میں امیر مسعود آیا اور ایک ساعت ٹھیر کر واپس چلا کہ سلطان نے اُسے پیغام بھیجا کہ خیمہ نوبتی میں پھر جاؤ آج ہم تم ملکر شراب پئیں گے مسعود نوبت کے خیمہ میں جا بیٹھا کہ ایک بوڑھا فراش آیا اُس نے عرض کی کہ آج آپکے لئے کچھہ اور ارادے ہو رہے ہیں ہوشیار ہوجائیے نہیں تو خیر نہیں ہے۔ مسعود نے اپنے غلاموں اور ملازموں اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ تیار اور ہوشیار رہو اور زین کس لو اور ہتیار ہاتھ میں لو جب سلطان محمود کو یہ خبر ہوئی کہ ایک فساد اٹھنے والا ہے اُسنے مسعود سے کہلا بھیجا کہ بیٹا اب تم جاؤ اور انتظار نہ کرو۔ آج ہم کو ایک ضروری مہم درپیش ہے۔ اسلئے مے نوشی کی مجلس کو میں نے موقوف کردیا سلطان محمود گرگان سے رے کو جاتا تھا کہ امیر محمد نے درگاہ سلطانی پر امیر خراسان کا گھوڑا منگایا اور سوار ہو گیا۔ اسپر سلطان محمود نے امیر مسعود سے کہلا بھیجا کہ آج امیر محمد تو خراسان کے گھوڑے سوار ہو گیا تم میرے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے ہو یا امیر عراق کے گھوڑے پر۔ امیر مسعود نے عرض کی کہ میں حضور کی کس کس نعمت کا شکر ادا کروں۔ اول حضرت نے یہ نعمت مجھے عطا کی کہ میرا نام مسعود رکھا جسمیں بڑی بزرگی یہ ہے کہ حضور کے نام کا ہموزن ہے آج حضور کی خدمت سے جدا ہوتا ہوں ایسا فرمان

عنایت کیجئے جس سے اس نام کی سعادت روز بروز زیادہ ہوتی جائے سلطان یہ جواب سن کر خجل ہوا اور کہنے لگا کہ خوب جواب دیا غرض روز بروز باپ کی نظر سے مسعود گرتا جاتا تھا - اُسنے امیر محمد کو ولیعہد کر دیا اور حکم دیدیا کہ امیر محمد کا نام اور لقب امیر مسعود کے نام اور لقب پر مقدم کیا جائے جب یہ فرمان بارگاہ محمودی میں پڑھا گیا تو وہ سب کو اِسلئے ناگوار گذرا کہ سلطنت و شہامت کے آثار مسعود کی پیشانی پر زیادہ نمایاں تھے - امیر مسعود باپ سے رخصت ہوا تو ابو نصر مشکان مسعود کے پیچھے گیا اور عرض کی کہ آج سلطان کے فرمان سے ہم سب ارکان سلطنت کو ملال ہوا سلطان مسعود نے فرمایا کہ کچھہ غمناک نہ ہو تم نے سنا ہوگا کہ - السیف اصدق انباءً من الکتب + اب تم جاؤ سلطان کو اس کے جانے کی خبر مخبروں نے کر دی تھی جب وہ الٹا آیا تو سلطان نے اسکو بلایا اور حال پوچھا - اُسنے سارا ماجرا بیان کیا سلطان نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ امیر محمد پر سب طرح سے امیر مسعود فوقیت رکھتا ہے اور میرے بعد وہی سلطان ہوگا میں تکلف اسلئے کرتا ہوں کہ محمد بیچارہ کو بھی میرے عہد میں کچھہ حسرت تمتع حاصل ہو محمود نے مسعود کو جو باتیں کہیں وہی وقوع میں آئیں +

سلطان محمود کے بعض معتمد ملازمین نے امیر مسعود سے عرض کی کہ سلطان آپ کی طرف سے روز زیادہ بدگمان ہوتا جاتا ہے اگر حکم ہو تو ہم سلطان کو رخصت کر کے آپ کو اس کشمکش سے رہائی دیں اُسکے جواب میں امیر مسعود نے کہا کہ استغفر اللہ میں اور یہ کام - مجھے تو اسکا خیال بھی حرام ہے - سلطان محمود میرا باپ ہے مجھے تو اسپر تیز ہوا کا چلنا بھی گوارا نہیں - اسکی گوشمالیوں سے میں خوش ہوتا ہوں وہ ایسا بادشاہ ہے کہ کہ دنیا میں جواب نہیں رکھتا فالعیاذ باللہ اگر وہ کام ہو جو تم کہتے ہو تو اس خاندان کے دامن پر وہ بدنامی کا داغ لگے گا کہ قیامت تک وہ مٹائے سے نہ مٹے گا وہ خود بڈھا ہے اُسکی عمر ختم ہونے کو آئی ہیں اسکا جینا چاہتا ہوں تم سے فقط میری یہ درخواست ہے کہ وہ حسب بقضاء الٰہی اس دنیا سے انتقال کرے تو تم میرے مطیع و فرمانبردار ہو +

جب سلطان محمود کا انتقال ہوا تو امیر مسعود سپاہان یا اصفہان میں جہہ سات سو فرسنگ غزنین سے دور تھا اور امیر محمد یہاں گوزگانان میں تھا جب سلطان کو باغ پیروزہ میں دفن کیا تو اسی رات کو حاجب بزرگ امیر علی قریب نے جمال الدین جمال الدولہ محمد کو گوزگانان سے بلا کر

سلطان محمود کی وفات

سلطان محمود کی وصیت کے موافق تخت پر بٹھا دیا۔ مسعود نے بھائی کو لکھا کہ میں تمہارا ملک نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہوں
کہ میرا نام خطبہ میں اول پڑھا جایا کرے۔ محمد نے بھائی کو سخت جواب دیا جسکا مفصل حال آگے بیان ہوگا
امیروں نے ہر چند چاہا کہ دونو بھائیوں میں نہ بگڑے تو اچھا ہے مگر محمد نے نہ مانا۔ یوسف بن سبکتگین کو
مقدمۃ الجیش بنا کے اول رمضان ۴۲۱ھ کو وہ تگیناباد میں جو حقیقت میں اسکے لئے نکبت آباد تھا
آیا اور رمضان میں سارے مہینے یہیں رہا عید کے روز اُس کے سر پر سے ٹوپی گر گئی جسکو لوگ بری بدشگونی
سمجھے۔ ۳ شوال کی رات کو علی خویشاوند اور یوسف بن سبکتگین نے سازش کر کے اسکو قید کر دیا اور خود
امیر مسعود کی طرف روانہ ہوئے اور باقی امرا کا حال لکھا جائیگا کہ کیونکر وہ امیر مسعود پاس چلے گئے اور کیا حال ہوا
امیر مسعود سپاہان میں یہ قصد کر رہا تھا کہ سپاہ سالار تاش فراش کو یہ ملک حوالہ کر کے ہمدان و
جبال کی طرف جاؤں۔ فراش خیموں کو بھی باہر لیگئے تھے کہ ناگاہ ۴ جمادی الاولی ۴۲۱ھ کو
یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمود کا انتقال ہوا۔ اور امیر محمد تخت سلطنت پر بیٹھا ہے اور حاجب بزرگ علی
قریب اسکا پیشکار ہے۔ امیر سخت تحیر میں تھا کہ اسکی والدہ حرۂ ختلی نے اُسے یہ خط لکھا تھا
۲۳ ربیع الآخر ۴۲۱ھ کو سلطان محمود کی عمر پوری ہوئی۔ میں مع تمام اہل حرم کے قلعہ غزنین میں
رہتی ہوں۔ پرسوں سلطان کی مرگ کا اشتہار ہوا اور باغ پیروزہ میں اُسے دفن کیا۔ حاجب علی
سارے کام سلطنت کے کرتا ہے اور امیر محمد سلطان ہے۔ تمکو معلوم ہے کہ سلطنت کے لائق محمد نہیں ہے اور ہمارے
خاندان کے دشمن بہت سے ہیں تم ولیعہد بنے رہو جلد یہاں آؤ جو ولایت تم تسخیر کر چکے ہو اور جو ولایت تمکو ملی
ہو یہ دونو باتیں باپ کی حشمت کے سبب سے بخشیں۔ جواب دینا سے رخصت ہوا ہے اُسکے مرنے کی خبر
مشہور ہو گی تو معاملات سلطنت کا رنگ کچھ اور ہو گا۔ سب کی اصل غزنین ہے اور خراسان اور ملک اسکی
فروع ہیں اصل پر اول متوجہ ہو فروع کو چھوڑ دو جسقدر جلد ممکن ہو یہاں آؤ میں چشم براہ بیٹھی ہوں۔
جو کچھ یہاں حال گذرے گا اُسے اطلاع بلاتوقف دیتی رہونگی +

امیر مسعود نے اپنے باپ کے مرنے کا ماتمی دربار اسطرح کیا کہ قبا و دستار رومال سفید پہنکر آیا
اور اسی سفید لباس میں اور اہل دربار جمع ہوئے۔ اور خوب رونا پیٹنا ہوا تین روز تک یہی ماتم و شیون رہا
امیر مسعود کی خود اور اُسکے مشیر امیروں کی یہی صلاح ہوئی کہ جسقدر جلد ہو سکے غزنین پہنچنا چاہئے

سپاہان کا یہ انتظام کیا کہ ابوجعفر کاکویہ کو منشور دے کر حوالہ کیا اور ۲۵ جمادی الاخری ۴۲۱ھ کو سلطان
ری کی طرف روانہ ہوا جب اس شہر میں آیا تو اہل شہر نے اسکے آنے کے لئے آئین بندی کی اور بہت سے
تکلفات کئے۔ یہاں امیر المومنین قادر باللہ کا خط بھی تعزیت و تہنیت میں رسم کے موافق پہنچا۔ اسمیں
لکھا تھا کہ ولایت ری و جبال و سپاہان جو ملک تونے تسخیر کیا ہے ہمنے بھی اسپر تجھہ کو والی مقرر کیا
جلد خراسان جا کہ وہاں کوئی خلل نہ پیدا ہو۔ امیر مسعود اس نامہ کو دیکھہ کر بہت خوش ہوا اسکو برملا
پڑھوایا اور بوق دہل کو بجوایا۔ اس نامہ کی نقلیں چاروں طرف ملکوں میں بھجوائیں کہ میں امیر المومنین کا
خلیفہ اور اپنے باپ کا ولیعہد ہوں +

غزنین سے امیر یوسف و حاجب بزرگ علی۔ بوسہیل ہمدانی و خواجہ علی میکائیل ہیں اور سرہنگ
بوعلی کوتوال کی عرضی پر عرضی چلی آتی تھی۔ سب نے بعد بندگی کے عرض کی کہ تسکین وقت کے لئے
امیر محمد کو غزنین بلالیا تہا تاکہ کوئی اضطراب نہ پیدا ہو۔ اس سے سلطنت کا کام نہیں چل سکتا۔ وہ شب و
روز لہو و لعب میں مصروف ہے آپ ولیعہد پدر ہیں یہاں جلد تر آنکر تخت سلطنت پر بیٹھئے۔ امیر مسعود ان
عرضیوں سے بہت قوی دل و مسرور ہوا۔ اور اسنے اس امر پر ارادہ مصمم کرلیا کہ اصل غزنین ہے اسکی
طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ باقی ملک کو نہایت سخت محنت اور شمشیر زنی سے حاصل ہوا ہے وہ فرع ہے
فرع بغیر اصل کے قائم نہیں رہ سکتی اسلئے وہ جلد نیشاپور اور ہرات کی طرف روانہ ہوا اور ری میں
یہاں کے چھہ محتشم و معظم امیروں کو دربار میں اسنے جمع کیا۔ اور انکی صلاح و مشورہ کے موافق
حسن سلیمان کو یہاں شحنہ مقرر کیا۔ رجب ۴۲۱ھ میں ری سے روانہ ہوا غزنین سے بھاگ کر دامغان
میں بوسہیل زوزنی پہنچا جب امیر مسعود ہرات میں آیا تھا تو وہ اسکا بڑا محتشم خدمتگار تہا مگر پھر امیر سے
برگشتہ ہوگیا تہا۔ مگر اب پھر وہ امیر کا مقرب سب سے زیادہ ہوگیا۔ دامغان آگے کچھہ چلا تھا کہ وہ رکابدار
ملا جسکے ہاتھہ سلطان محمود نے نامے جا بجا بونصر مشکانی سے لکھا کر بھجوائے تھے کہ میں نے امیر مسعود کو
عاق کردیا۔ اس رکابدار نے یہ سب نامے امیر مسعود کو دئے امیر نے ان سب کو چاک کرکے پھینکدیا اور کہا
کہ سلطان محمود نے میرے ساتھہ ہزاروں نیکیاں کی ہیں اگر آخر عمر میں اسنے ایک جفا کی تو کیا مضائقہ ہے
اسکی گوشمالیوں سے مجھے بہت فائدہ ہو چکا ہے۔ لکھنے والے کا بھی اسمیں کچھہ قصور نہیں ہے جو سلطان نے

امیر مسعود کا سپاہان سے ری میں آنا+

غزنین سے نامونکا آنا+

امیر مسعود کا ری سے آگے روانہ ہونا+

لکھوایا وہ اُسنے لکھہ دیا۔ کابدار کو پانچہزار درم عنایت کیے اور دامغان سے آگے بڑھا اور سپاہ سالار خراسان غازی حاجب اور قضاۃ و اعیان و رئیس و عمال کے نام نامے لکھے کہ وہ حاضر ہوں جب سلطان بیہق میں پہنچا تو غازی سپہ سالار خراسان بہت سا لشکر لیکر خدمت میں حاضر ہوا۔ امیر نے اُسکو سپہ سالار مقرر کیا۔ اور سپاہ کی موجودات لی اور ایک بڑا جلسہ سپاہ کا زیب و زینت کے ساتھ ہوا۔ پھر نیشاپور میں امیر آیا۔ یہاں بھی اُسکے استقبال کی بڑی تیاریاں ہوئیں امیر مسعود نے یہاں کے سب قیدیوں کو بھی قیدخانہ سے رہائی دی بہت سے شریفوں کی ملکیں چھوڑدیں +

رے سے خبر آئی کہ امیر مسعود نے جب یہاں سے سفر کیا تو فرقہ شاہنشاہی میں سے بہت آدمیوں نے دنگہ اور فساد برپا کیا اور ابن بویہ کو رے کا مالک بنانا چاہا۔ ان اوباشوں کو حسن سلیمان نے جو امیر مسعود کی طرف سے رے کا والی مقرر ہوا تھا۔ ایک سخت لڑائی لڑکر شکست دی اور سب اوباشوں کو بھگا دیا جب امن امان قائم کیا۔ ہزاروں مفسدوں کو انہیں راہوں میں کہ وہ آئے تھے سولیوں میں لٹکا دیا جب امیر مسعود کو اس فتح کی خبر ہوئی تو بڑی خوشی منائی اور اس مژدہ فتح کو مشتہر کرایا اور بوق اور دہل کو بجوایا۔ یہیں بیہق میں خلیفہ بغداد کی طرف سے ایلچی آیا اور بہت سے تحفہ تحائف اور لوا اور منشور لایا۔ اس ایلچی کی تعظیم و تکریم میں حد سے زیادہ تکلفات کیے گیے اور سلطان نے عطیات خلیفہ کی بڑی تعظیم کی اور اُسکے شکریہ میں خدا کی درگاہ میں دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور خود امیر نے اور اور امیروں نے لاکھوں روپے صدقے و خیرات میں دیے۔ خلیفہ نے جو منشور بھیجا تھا اُسکی نقلیں سب ممالک کے رئیسوں کے پاس بھیجی گئیں۔ پھر امیر ہرات میں آیا۔ عید الفطر کا جشن اس دھوم دہام سے یہاں ہوا کہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا +

غزنین سے ہر روز خط آتے تھے کہ لشکر کیا کر رہا ہے۔ دہم شوال ۴۲۱ھ کو بنگیتگین برادر حاجب بزرگ علی قریب اور دانشمند بوبکر حصیری درگاہ سلطان مسعود میں حاضر ہوے۔ اور انہوں نے آنکر سلطان کو سلطنت کی مبارکباد دی اور اُسکے بھائی امیر محمد کے قید ہونے کی خبر سنائی بنگیتگین کو امیر نے حاجب مقرر کیا اور بوبکر حصیری کو ندیم بنایا جب امیر محمد کو زکانان سے آنکر تخت پر بٹھایا تو امیروں نے اسے سلطان تسلیم کیا۔ اگرچہ سلطان محمود نے امیر مسعود کو اول اپنا

رے میں امن و امان +

خلیفہ بغداد کے ایلچی کا آنا +

امیر مسعود کا تخت ... ۴۲۱ھ +

ولیعہد کیا تھا مگر آخر اُسکو یہ مصلحت معلوم ہوئی کہ امیر مسعود ایک طرف رے سے روم تک اور دوسری جانب میں مصر کو طوعاً و کرہاً فتح کرکے اس ملک میں فرماں روائی کرے۔ اور غزنیں اور ہندوستان میں امیر محمد سلطنت کرے غرض سلطان مسعود نے امیر محمد پاس ایلچی بھیجکر اول باپ کے مرنے کی تعزیت کی اور تخت سلطنت پر اُسکے بیٹھنے کا حال بیان کیا اور ایسے پیغام بھیجے کہ جنمیں طرفین کی بھلائی تھی اور اسمیں خراسان و عراق کے ہزاروں آدمیوں کی آسایش بھی اُسنے صاف صاف بیان کیا کہ خلیفہ امیر المومنین کے حکم و فرمان سے ہم کو اتنی ولایتیں لینے کا اختیار ہے کہ اُسکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ہم دونو بھائیوں کو چاہیئے کہ ہم پشت و یکدل ہو کر موافقت رکھیں اور کل مخالفت کو بالکل دور کریں تاکہ جہان میں ہمارا نام باقی رہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ زرادخانہ سے پانچہزار اونٹ پر اسلحہ و بیس ہزار گھوڑے و دو ہزار ترکی غلام ساز و سامان کے ساتھ اور پانچسو ہاتھی جنگی ہمارے پاس بھیجدو کہ ہم تم کو اپنا خلیفہ بنائیں ممبروں پر خطبوں میں اول میرا نام پڑھا جائے پھر تمھارا نام۔ درم و دینار و جامہ پر اول میرا نام ہو پھر تمھارا نام قضاۃ وغیرہ میرے پاس آئیں تاکہ جو کچھہ مجھہ کو حکم دینا ہو وہ اُنکو دوں میں عراق و روم کی جانب مشغول ہوں اور تم غزنیں اور ہندوستان کی طرف تاکہ سنت پیغمبر ادا ہوتی رہے اور جو ہمارے باپ دادا کا طریقہ ہے وہ جاری رہے کہ اُسکی برکتیں ہم کو پہنچیں اور میں صاف صاف تم سے کہتا ہوں کہ جو کچھہ میں نے تم کو حکم دیا ہے اگر اسمیں تم تعلل اور مدافعت سے شغل کروگے تو ناچار مجھے غزنیں آنا پڑے گا اور اس سبب سے جو کچھہ ملک میں نے لیا ہے وہ یونہیں بیکار جائیگا غزنیں اصل ہے اور سب اُسکی فرع ہیں جسوقت اصل میرے ہاتھہ میں ہوگی تو فرع کا کام آسان ہوگا۔ خدا نخواستہ اگر ہم میں اور تم میں لڑائی ہوئی تو ناگزیر خوں ریزی ہوگی میں اپنے باپ کا ولیعہد ہوں میں نے جو کچھہ کہا ہے اسمیں انصاف مدنظر رکھا ہے + تمہارے ساتھہ بہت رعایت کی ہے +

جب ایلچی غزنیں میں آیا تو یہاں امیر محمد کے دماغ میں باد نخوت زور کر رہی تھی شب و روز عیش و نشاط سے کام تھا خزانہ کی کنجیاں ہاتھہ میں تھیں بخشش کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جو اسکے مشیر تھے اُنہوں نے نہ چاہا کہ مستحق کے ہاتھہ میں ملک آئے۔ اُنہوں نے صلاح دیکر

بھائی کے ایلچی کو واپس بھیجا اور یہ پیغام بھجوایا کہ باپ کا ولیعہد میں ہوں اور باپ نے رے تم کو اسلئے دیا تھا کہ تم وہاں رہو+ اُس کے مرنے کے بعد ہم تم اسی ملک سے جو باپ دے گیا ہے راضی رہیں گھوڑے - ہاتھی غلام ہتیار - میں تم کو اس شرط سے دیتا ہوں کہ تم عہد کرو کہ خراسان کا قصد تم کبھی نہیں کروگے - غرض جب جواب آیا تو سلطان مسعود نے سپاہان سے سفر کیا اور ہرات میں پہنچا +

حاجب علی اور اعیان سلطنت نے امیر مسعود کو نامہ لکھا تھا کہ ہم نے امیر محمد کو قلعہ کوہ تیز میں ٹھہرا رکھا ہے - اور فوج آپ کے حکم آنے پہ روانہ ہوگی - اس نامہ کا جواب ہرات سے پہنچا - سلطان مسعود نے اپنے ہاتھ سے حاجب علی کو اسطرح خط لکھا تھا کہ جیسے کوئی اپنے مساوی درجہ والے کو لکھتا ہے - تگیناآباد سے حاجب بزرگ علی نے فوجیں روانہ کرنی شروع کیں - مگر سپاہ ہندی کو حکم دیا کہ وہ یہاں رہے وہ اُسکے ساتھ پیچھے جاویگی - حاجب بزرگ علی جانتا تھا کہ سلطان مسعود مجھے زندہ نہیں چھوڑیگا اور یہ خط جو اُسنے برادرانہ لکھا ہے اور میرے بھائی کو حاجب مقرر کردیا ہے یہ سب اُسکی فریب کی چالیں ہیں اُسنے کہا کہ میرے پاس خزانہ و ہاتھی و فوج قومی ہندی ایسی ہے کہ سیستان کی راہ سے جاکر کرمان اور اہواز کو لیکر بغداد کے دروازہ تک جاسکتا ہوں مگر میں اس خاندان کا نمک پروردہ ہوں سلطان محمود مجھسے ایسی محبت کرتا تھا کہ خویشاوند کا خطاب دیا تھا - میں نمک حرام ہوکر اپنے تئیں بدنام کرنا نہیں چاہتا - علی ہندی سپاہ کے ساتھ ہرات میں امیر مسعود پاس پہنچا - اول اول امیر مسعود نے اُسکی حد سے زیادہ خاطر کی مگر آخر کو اُسکو فریب سے پکڑوا کر قتل کرادیا - اکثر تاریخوں میں یہ لکھا ہے جب تگیناباد سے ہرات کو سلطان پاس سپاہ روانہ ہوئی ہے تو سپاہ ہندی نے بسرداری سوبندرائے حملہ کیا اور شکست پائی دوسری طرف ترکی غلام بھی مارے گئے جنکے سرکٹ کر امیر محمد پاس آئے - یہ بات تاریخ مسعودی بیہقی میں نہیں لکھی اسلئے یہ امر معتبر نہیں معلوم ہوتا

سلطان مسعود کے ہاں ارکان و اعیان سلطنت کے دو گروہ ہوگئے ایک محمودی دوسرا مسعودی گروہ مسعودی کی بنی آئی اور گروہ محمودی میں بہت سے آدمی قتل ہوگئے +

خواجہ احمد بن حسن میمندی سلطان محمود کے حکم سے قلعہ کالنجر میں مقید تھا - اسکو اول ہی سال جلوس میں ۴۲۲ھ میں سلطان مسعود نے رہائی کا حکم دیا اور اپنے پاس بلاکر وزیر کردیا - خواجہ احمد حسن نے

محمد کا آنکھوں سے معذور کیا جانا +

خواجہ احمد حسن میمندی کا وزیر ہونا +

یہ خوف تہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو سلطان محمود کے زمانہ میں واقعہ مجھے پیش آیا تہا وہی اب بھی پیش آئے
اسلئے اُسنے وزارت قبول کرنے سے انکار کیا۔ مگر جب سلطان نے اصرار کیا تو وزارت کو منظور کیا +

جب تکیناآباد سے لشکر ہرات کو روانہ ہوا تو امیر محمد کے تمام خدمتگار ماہی بے آب کی طرح مضطرب تھے کہ دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے کہ سلطان مسعود کا حکم آیا کہ حاجب بکتگین جسکی حراست میں امیر محمد قلعہ کوہ شیر میں تہا وہ امیر محمد کو قلعہ مندیش میں پہنچاوے۔ یہ قلعہ بڑا اونچا تہا۔ وہاں مشکل سے آدمی پہنچ سکتا تہا۔ غرض امیر محمد اُس قلعہ میں بہیجا گیا۔ ایک شاعر نے اُسکے جانے کے باب میں یہ اشعار کہے ہیں کہ +

احوال امیر محمد قلعہ کوہ تیز میں +

اے شاہ چہ بود اینکہ ترا پیش آمد ‌ ‌ ‌ ‌ دشمنت ہم از برہمن خویش آمد
در محنتہا محنت تو بس پیش آمد ‌ ‌ ‌ ‌ از ملک پدر بہر تو مندیش آمد

جب سلطان محمود نے خواجہ احمد میمندی کو معزول کر کے قلعہ کالنجر میں قید کیا ہے تو خواجہ حسنک میکائیلی کو اُسکی جگہ اپنا وزیر مقرر کیا تہا۔ وہ نوجوان ناتجربہ کار زمانہ کے نشیب و فراز سے ناواقف تھا۔ مگر صاف باطن تھا۔ دشمنوں کو سزا دینے میں اور دوستوں پر عنایت کرنے میں جلد باز تھا۔ گو سلطان محمود کو امیر مسعود سے نفرت تھی مگر جب تک وہ ظاہر نہ ہوئی تھی کہ سلطان نے امیر محمد کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ خواجہ حسنک ہمیشہ امیر مسعود کے حق میں بدگمانی کیا کرتا تھا اور باپ کا دل اُسکی طرف سے برگشتہ کراتا تھا اسلئے سلطان مسعود کو بھی اُسسے عداوت قلبی تھی چنانچہ ایک نہایت عمدہ تلوار جب اُسکے پاس تحفہ آئی تو اُسنے کہا کہ سب سے عمدہ کام اس تلوار سے کل میں یہ لونگا کہ خواجہ حسنک کا سر اِس سے اُڑاؤنگا مگر اُسکے مصاحبوں نے اس حرکت سے اُسکو باز رکھا۔ امیر مسعود جب سلطان ہو گیا تو خواجہ حسنک ہرات میں اس پاس آیا۔ اُسکے وزیر بوسہیل نے اُس کو گرفتار کر کے اپنے نوکر علی عارض کے حوالہ کر دیا وہ اسی طرح گرفتار سلطان کے ساتھ بلخ میں آیا۔ راہ میں طرح طرح کی ذلتیں اُسکو اُٹھانی پڑیں۔ آخر کو سلطان نے اُسکو حکم دیا کہ وہ سنگسار کیا جاوے۔ وہ ایک میدان میں لایا گیا۔ رسوں سے باندھا گیا۔ خود اُسکے سر پر چڑہایا گیا اور حکم ہوا کہ پتھر اُسکو لوگ لگائیں مگر اُس کی اس حالت پر سب کو رحم آتا تھا کسی نے اُس کو پتھر نہیں لگائے تو چند اوباشوں کو زر دیئے تو اُنھوں نے اُسکو پتھر لگائے مگر وہ پہلے ہی رسوں کی بندش سے مر چکا تھا۔ اُسکا سر خود دھا کر خلیفہ بغداد کے پاس بھیجنے کے لیے سنگساری سے بچایا گیا تہا

خواجہ حسنک قتل سنہ ۴۲۲ ہجری ۱۰۳۱ء +

اسپر قرمطی ہونے کا جرم لگایا گیا تھا جسکے سبب سے خلیفہ بغداد نے قتل کا فتویٰ دیا تہا جب وزیر بوسہیل کی مجلس شراب میں طشت پر یہ سر رکہا ہوا آیا تو وزیر بہت خوش ہوا۔ ایک شاعر نے خواجہ حسنک کے مرنے کا مرثیہ کہا تہا جسکے چند شعر یہ ہیں۔

بہ بریدسرش را کہ سراں را سر بود آرائش ملک و دہر را افسر بود
گر قرمطی و جہود و یا کافر بود از تخت بدار بر شدن منکر بود

سلطان محمود نے علی اریارق کو ہند کا سپہ سالار مقرر کرکے لاہور بھیجا تھا یہاں آنکر اس کے دماغ میں نخوت ایسی سمائی کہ سلطان سے سرتابی کی جب اُسکو سلطان نے بلایا تو نہ گیا اور امیر محمد نے بلایا تو نہ گیا جب خواجہ احمد کالنجر کے قلعہ سے لاہور میں آیا تو اُسکو سمجھایا کہ تم میرے ساتھ چلو تو میں سلطان مسعود سے تمہاری سفارش کردونگا جو رنجش امیر کو تم سے ہو رہی ہے رفع ہو جائیگی اس سمجھانے سے وہ خواجہ کے ہمراہ سلطان مسعود پاس چلا آیا۔ اب محمودی گروہ میں دو سپہ سالار اریارق اور اسفتگین غازی باقی رہ گئے تھے اُنکی اکھیڑ پچھاڑ میں مسعودی گروہ لگا رہتا تھا۔ یہ دونو سپہ سالار بڑے زیرک و ہوشیار تھے مگر جب شراب بہت پیتے تھے تو احمق ہو جاتے تھے۔ اُنکی مجلسوں میں سپاہ بیٹھے آتے تھے اور شراب کا دور خوب چلتا تھا اور پھر مستانہ نوشی میں حاجب بزرگ بلکاتگین کو مخنث اور علی دایہ کو مادہ اور بلقندی سالار غلاماں کو کور اور لنگ غرض ایسی پھبتیاں سب امیروں پر کہتے تھے آخر کو سلطان مسعود نے اریارق کو اپنی مجلس میں شراب پلاکر اور بہت سی باتیں نوازش اور مہربانی کی کرکے گرفتار کرکے غزنیں روانہ کیا اور غزنیں سے غور میں بھجوا دیا+

یہ اریارق کا حال دیکھکر غازی نے شراب سے توبہ کی اور امیر مسعود سے بدگمان ہوا وہ جوان تھا بڈھا ہونیکا ادب نہیں کرتا تھا اسلئے امیر مسعود کے کان اُسکی بُرائیوں سے بھر جاتے تھے۔ ایکدن امیر کا ارادہ اُس کی گرفتاری کا ہو مگر ایک لونڈی کی معرفت اُسکو اطلاع ہوئی وہ اپنی جان بچا کر بھاگا۔ دریا جیحوں میں کشتی پر چل رہا تھا کہ امیر مسعود کے اہلکاروں اور سپاہیوں نے اُسے آن لیا۔ کچھ ہتیار چلے غازی کی ٹانگ میں تیر لگا کہ امیر عبدوس آئے سمجھا بجھا کر امیر پاس لے آیا اُسکا علاج کیا گیا۔ پھر ایک دن دغابازی سے اس غازی کو گرفتار کرکے غزنیں اور غزنیں سے غور بھجوا دیا۔ ان دونو سپہ سالاروں کا مال اسباب

اور جو کچھہ انھوں نے اپنی عمر میں جمع کیا تہا امیر مسعود نے ضبط کر لیا +

جب معدان والی کرمان اس جہان سے گذر گیا تو اُسکے دو بیٹوں عیسی اور ابو العساکر میں مخالفت ایسی بڑھی کہ تلواریں کھچنے لگیں لشکر و رعیت دونو عیسی کے طرفدار ہوئے اسلیئے وہی فرمانروا ہوگیا اور بیچارہ ابو العساکر سلطان محمود کی خدمت میں فرار ہوکر حاضر ہوا جب عیسی نے دیکھا کہ بھائی نے سلطان کا دامن پکڑا ہے تو اُسکے دل میں بھی کھٹکا پیدا ہوا۔ اُسنے بھی سلطان کی اطاعت اور نذر و ہدیہ کا وعدہ کیا اور سلطان کے نام کا خطبہ اپنے ملک میں پڑہوایا اسلیئے سلطان نے اُس کو ریاست پر بدستور رہا موہ رکھا اور ابو العسکر کو باعزت و حرمت اپنی پاس رہنے دیا اور اُسکے بھائی سے وظیفہ معقول کرادیا جب امیر مسعود سلطان ہوا تو ابو العساکر اپنے بھائی سے انتقام لینے کے درپے ہوا اور سلطان مسعود سے عرض کیا کہ اگر سلطان فوج بھیجکر کیج و کرمان کو میرے تصرف میں کرادے تو میں آپ کے نام کا سکہ و خطبہ اپنی ولایت میں چلاؤنگا اور ہمیشہ آپ کا دولت خواہ رہونگا سلطان نے اُسکی عرض قبول کر لی اور حاجب جامہ دار کے ساتھہ ایک لشکر گران دیکر وہان بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر عیسی ملک کی تقسیم برادرانہ پر راضی ہوجائے تو فہو المراد اُسے ابو العساکر کا حصہ دلا دینا جب ابو العساکر لشکر کے ساتھہ اس ملک کی حدود میں آیا تو عیسی بھی سپاہ لیکر لڑنے کو تیار ہوا۔ اکثر آدمی اُس سے جُدا ہوکر ابو العساکر سے آملے۔ مگر پھر بھی ایسا لڑا کہ لڑائی میں مارا گیا۔ ابو العساکر اپنے موروثی ملک کا مالک ہوگیا اور اونے سلطان مسعود کے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اس سال میں ولایت ری و ہمدان و سائر بلاد جبال کی ریاست فراش خود تاش کو دی گئی۔ اُسنے یہاں سب طرح سے انتظام کرلیا اور سلطان مسعود کے حکم سے علاء الدولہ کو جسنے یہاں اپنا علم بلند کر رکھا تھا اُسکے عاملوں کو نکال باہر کیا

سلطان مسعود ١٣ جمادی الاولی ٤٢٢ھ کو بلخ سے غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں بعض منزلوں میں عیش و عشرت کے جلسے کرتا خود ہر روز شراب کے نشہ میں چور ہوتا اور اپنے ہمنشینوں کو شراب سے بدست کرتا عورتوں کا ناچ دیکھتا اور قوالوں کا گانا سنتا جب منزل بلخ میں آیا تو یوسف بن سبکتگین جو اسکا چچا تھا یہاں آیا۔ اور گرفتار ہوا۔ یوسف ایک سیدھا سادہ آدمی تھا وہ اپنے بھائی سلطان محمود کی خدمت کرتا اور جب مدت کے فرصت پاتا تو عیش و عشرت کرتا اور شراب پیتا

ولایت کیج و کرمان میں سلطان مسعود کا دخل +

سلطان مسعود کا بلخ سے غزنین کو جانا اور یوسف بن سبکتگین کا گرفتار ہونا +

اُسکی دو بیٹیاں تھیں بڑی امیر محمد سے اور چھوٹی امیر مسعود سے منسوب تھی۔ امیر محمد سے جس لڑکی کی شادی ہوئی تھی وہ دلہن بنتی ہی مر گئی اسلئے دوسری بیٹی کی بھی شادی امیر محمد سے کر دی جس سے مسعود ناراض ہوا اور جب امیر محمد تخت سلطنت پر بیٹھا تو اُسنے اپنے اِس چچا کو جو خسر بھی تھا اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر دیا تھا۔ اسنے سلطان مسعود اور ناراض ہوا۔ غرض اُسنے اِس چچا کو اپنے پاس بلا کر قید کیا اور ہندی سپاہ کی حراست میں قلعہ درونہ میں بھیجدیا۔ یہیں اُسکی زندگی ختم ہو گئی۔ اسکا غلام طغرل تھا جسنے اُس کو دغا سے گرفتار کرایا تھا۔ جمادی الاخرے میں سلطان غزنین میں آیا۔ سارا شہر اُسکے آنے سے خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا۔ ہر جگہ محفل رقص و سرود و مے درود آراستہ ہوئی سلطان بڑی شان و شکوہ سے تخت پر بیٹھا۔ لاکھوں روپیہ خیرات و صدقہ میں دیا۔ امیر مسعود کی یہ حرکت لوگوں کو نہایت ناپسند ہوئی کہ امیر محمد نے اپنے ارکین سلطنت و امراء غزنین کو جو روپیہ خزانہ سے انعام دیا تھا اُسے اُن سے واپس لینے کا ارادہ کیا اور بہت امیروں سے روپئے و خلعت واپس لئے۔ اور اپنے بھائی امیر محمد کو نابینا کر کے قلعہ ولج میں قید کیا۔ امیر محمد کی سلطنت صرف پانچ مہینے رہی اور نو برس وہ قید میں رہا اور پھر ایک سال کے لئے سلطان ہوا +

رجب ۴۲۲ھ میں غزنین میں سیل آئی اور اُسسے ہزاروں آدمیوں کا خانماں برباد ہوا +

اریارق کے چلے آنے سے ہندوستان کی سالاری خالی تھی سلطان مسعود نے احمد نیالتگین کو ہندوستان کا سالار مقرر کیا۔ وہ بڑی شان و شکوہ سے یہاں ہندوستان میں آیا۔ امیر نیالتگین سلطان محمود کا خزانچی مشہور تھا اُسکی ماں اور سلطان میں نہایت اتحاد تھا۔ اِس سبب سے لوگوں کا اَسپر اور گمان تھا۔ یہاں جب ہندوستان میں وہ آیا تو پہلے یہاں قاضی شیرازی حکمرانی کر رہے تھے۔ اِن دونوں میں آپس میں نارضامندی ہوئی سلطان مسعود تک شکایت کی نوبت پہنچی سلطان نے حکم بھیجدیا کہ احمد نیالتگین سپہ سالار ہندی اور قاضی شیراز مال کا افسر ہے۔ قاضی ٹھاکروں سے اپنا خراج وصول کرے سپاہ کے باب میں دخل نہ دے۔ مگر اِس دروازہ میں نزاع نہیں ہونی چاہیے اِسے امیر نیالتگین بڑا خوش ہوا اور اپنے لشکر سمیت لاہور میں آیا اور یہاں سے چلکر دریائے گنگ کے بائیں کنارہ سے اتر کر بنارس میں پہنچا۔ یہ شہر دو فرسنگ سے دو فرسنگ تھا۔ بزازوں و عطاروں

سیل غزنین + احمد نیالتگین کا سالار ہندوستان ہونا اور بنارس پر جانا +

گوہر فروشوں کے تین بازار تھے انکو لوٹ کر سارا لشکر اسکا متمول ہوگیا۔ وہاں اتکو رہنے میں خطر تہا اسلیئے احمد نیال تگین واپس چلا آیا۔ قاضی شیراز یہ دیکھ کر دیوانہ ہوگیا اُس نے سلطان کو خبر دی کہ احمد نیال تگین بنارس کی لوٹ سے مالامال ہوگیا ہے اور اس غنیمت میں بہت خیانت اُسنے کی ہے۔ کچھہ سلطان کو بھیجا ہے اور باقی مال اُسنے ہضم کیا ہے۔ اور ایسی خبریں اوروں نے بھی سلطان کو دیں اب تک بنارس کے فتح کرنے کے لیئے کوئی مسلمان نہیں گیا تہا۔ سلطان مسعود صد ہزارہ باغ میں تھا کہ اس بابیں اس مضمون کے خطوط آئے کہ احمد نیال تگین لاہور میں آگیا ہے ترکمان اور بہت مفسد اُسکے ساتھہ ہیں اور ہر جنس کے آدمی اُسکے پاس آتے جاتے ہیں اگر اُسکی جلد خبر نہیں لی جائیگی تو جھگڑا بڑھ جائیگا سلطان نے مجلس شوریٰ کو جمع کیا اور اسمیں سلطان کی یہ رائے ہوئی کہ تلک نے جو درخواست ہندکی سالاری کی لیئے کی ہے وہ منظور کیجائے اسلیئے کہ وہ ہندوستانی ہے۔ گرمی کا موسم ہے۔ ان دنوں میں ہندی سے اچھی طرح کام ہونے کی زیادہ توقع ہے۔ غرض تلک بڑی شان و شکوہ کے ساتھہ ہندوستان روانہ ہوا۔ یہ تلک نائی کا لڑکا تہا لیکن صورت وجیہ اور زبان فصیح رکھتا تھا۔ ہندی و فارسی میں خوش خط تھا اور عشوہ و ناز کرنے میں سحر کرتا تھا۔ قاضی شیراز ابو الحسن پاس اُسنے تربیت پائی تھی پھر خواجہ احمد کا وہ معتمد خاص ہوگیا تھا اسطرح تربیت و تعلیم پانے سے وہ بہت لائق فائق ہوگیا تہا سلطان مسعود نے تلک اور قاضی کے پاس احکام روانہ کردیئے تھے کہ وہ دونو ملکر احمد نیال تگین کا کام تمام کریں جب تلک لاہور میں آیا تو اُسنے چند مسلمانوں کو جو احمد نیال تگین کے بڑے یار غار تھے قید کیا اور اُنکے داہنے ہاتھہ کٹوا دیئے۔ اس سیاست و حشمت سے احمد نیال تگین کے ساتھیوں کے دلوں میں ایسا خوف پیدا ہوا کہ وہ اُسنے جُدا ہوکر تلک سے امان مانگنے لگے۔ پھر پولس اور مال کا کام درستی سے ہونے لگا۔ تلک بہت سے آدمیوں کو جنمیں سے اکثر ہندو تھے ساتھہ لیکر احمد نیال تگین کے پیچھے پڑا۔ راہ میں لڑائیاں ہوتی تہیں تلک اُسکے آدمیوں کو دل فریب باتوں سے اپنی طرف کرلیتا تھا۔ احمد نیال تگین ایک جگہ جم کر خوب لڑا مگر ہزیمت پائی۔ ترکمانوں نے اسے بالکل چھوڑ دیا اور وہ تلک پاس آگئے۔ احمد تین سو سواروں اور اپنے چند خاص آدمیوں کے ساتھہ جو سخت مجرم تھے بھاگا۔ تلک نے جاٹوں کے سرداروں کو چٹھیاں لکھیں کہ وہ اگر احمد نیال تگین کو زندہ پکڑ کر یا اُسکا سر

تلک ہندو کا سالار ہند مقرر ہونا +

کاٹ کر بھیجدینگے تو پانچ لاکھ درم اُسکے عوض میں انعام دئے جاوینگے - ان جاٹوں نے احمد ینال تگین کو ایک دریا میں گھیر کر مار ڈالا اور اُسکے بیٹے کو پکڑ لیا اور تمام مال اسباب اسکا لوٹ لیا جس سے وہ مالا مال ہوگئے - جاٹوں نے تلک پاس ینال تگین کا سر اور اسکا بیٹا بھیجکر زر موعود کی درخواست کی جسکے جواب میں تلک نے جاٹوں سے یہ کہا کہ تمکو لوٹ سے بہت کچھ مال مل گیا ہے غرض بعد تکرار کے ایک لاکھ درم پر فیصلہ ہوگیا جب سلطان کے پاس فتحنامہ پہنچا تو بہت خوشیاں اُس نے منائیں اور تمام ممالک میں اس فتح کو مشتہر کرایا - اپنے امیروں کو اس نوید سے مطلع کیا اور تلک کو حکم بھیجا کہ وہ احمد ینال کا سر اور اُسکے بیٹے کو لیکر ہمارے پاس یہاں چلا آئے اور اُسکے کاموں کی بہت تحسین و آفرین کی آدم علیہ السلام کے عہد سے یہ حال چلا آتا ہے کہ جس بندہ نے اپنے خداوند سے سرتابی کی اُسکا سر برباد ہوا جیسا کہ احمد ینال تگین کا ہوا - سلطان نے شاہزادہ امیر مجدالدین کو ہندوستان کا سالار مقرر کیا اور خلعت دیکر اُسے لاہور روانہ کیا - اور یہ تین امیر اُسکے ساتھ کئے - منصور بن ابوالقاسم علی نوکی - سعد سلمان - سرہنگ محمد +

پہلے لکھ آئے ہیں کہ حاجب جامہ دار کے ساتھ لشکر بھیجکر ابوالعاکر کو کرمان میں سلطان مسعود نے فرمانروا بنا دیا تھا - ایسا انتظام ہوگیا تھا کہ رعایا آرام سے رہتی تھی امیر مسعود کو خبرداروں نے خبر دی کہ اس ملک میں امیر بغداد حاکم ہے وہ اپنی خوشتن آرائی اور تن آسانی میں مصروف ہے کہ مفسد فساد کرتے ہیں اُسکی وہ پرواہ نہیں کرتا - کام میں ایسا سُست مگر ہمت میں ایسا چُست ہے کہ اس ساری ولایت کو خود لے لینا چاہتا ہے - سیستان کے آخر حصہ سے کرمان ملا ہوا تھا اور اُسکے دوسری طرف رے اور سپاہان سے ہمدان تک سلطان مسعود کا لشکر پھیلا ہوا تھا بعد صلاح و مشورہ کے یہ صلاح پائی کہ احمد علی نوشتگین کو کرمان کا والی اور سپہ سالار مقرر کرکے بھیجدیا جائے چنانچہ وہ دو ہزار سوار ترک اور ایک ہزار سوار ہندی اور ایک ہزار سوار کرد اور عرب اور ہر قسم کے پیادے پانچ پانچ سو اُسکے ہمراہ ہوئے وہ کرمان میں بڑے تزک اور احتشام سے روانہ ہوا عامل کہستان کو لکھا گیا کہ دو ہزار پیادے دستگیری تیار رکھے اس لشکر نے جاکر کرمان پر قبضہ کرلیا - اور دیلم کے اوباش جو یہاں جمع تھے اُنکو نکال دیا اور بالکل انتظام ہوگیا - امیر بغداد اس سے آزردہ ہوئے - غصے میں آنکر

لکھا اور ایلچی کے ہاتھ بھیجا۔ یہاں سے خط کا جواب گیا کہ یہ ولایت ہمارے ملک سے دو جانب سے ملی ہوئی ہے۔ وہاں کی رعایا نے ہم سے فریاد کی کہ ہم کو مفسد ستاتے ہیں یہ ہم پر فرض تھا کہ مسلمانوں کو اس بلا سے بچائیں سوا اسکے خلیفہ امیر المومنین بغداد نے ہمکو منشور بھیجا ہے کہ اس ولایت کی خبر رکھیں امیر بغداد نے اُسپر خلیفہ بغداد کو بھی برا بھلا کہا۔ اس سے رنجش اور بڑھ گئی آخر کو بسر باقیہ اور حاجب امیر بغداد دس ہزار سوار لیکر کرمان میں آئے۔ برباشیر میں ایک جنگ عظیم ہوئی احمد علی نوشتگین نے ہر چند کوشش کی مگر ہندوؤں نے ایسی سستی کی کہ اور سپاہ کا بھی دل شکستہ ہو گیا اور لشکر کو شکست ہوئی۔ احمد نوشتگین قائن کی راہ سے نیشاپور میں آ گیا تھا۔ ہندی سپاہ سیستان میں آ گئی۔ اُنکے سردار باغ صد ہزارہ کے ایک مکان میں اتارے گئے۔ اُنپر ایسی سختی ہوئی کہ اُنمیں سے چھ سرداروں نے اپنے تئیں کٹار مار کر ہلاک کیا۔ اُسپر سلطان نے کہا کہ یہ کٹاریں جو اپنے تئیں لگائی ہیں وہ اگر کرمان میں لگانی چاہئے تھیں۔ باقی ہندی سرداروں کا قصور معاف کر دیا۔ اِس شکست کا الزام ہندیوں کے ذمے ناحق لگایا جاتا ہے اس سے کہیں زیادہ اور ملکوں کی سپاہ لڑائی میں موجود تھی +

سلطان کی سلجوقیوں سے لڑائی +

آل سلجوق کی فرمانروائی کا حال باب دوم میں پڑھ لو۔ طغرل بیگ و جعفر بیگ جیحوں سے عبور کر کے نسا میں پہنچے اور وہاں کے بیابان میں اُترے اور تھوڑے دنوں بعد ایک ایلچی بابی ان سلطان مسعود کے پاس بھیجا اور اپنے وفاق و حسن اتفاق کا پیغام بھیجا۔ سلطان مسعود کو یہ بات پسند نہ آئی کچھ بری بھلی باتیں سنا کر ایلچی سے کہلا بھیجا کہ آل سلجوق کی صلاح حال اسی میں ہے کہ ہمارے ملک سے باہر چلے جائیں جب طغرل بیگ و جعفر بیگ کو امیر مسعود کی اعانت سے مایوسی ہوئی تو انہوں نے اموال رعایا پر دست درازی شروع کی اور اسباب محاربہ تیار کیا جب سلطان مسعود کو خبر پہنچی کہ وہ نسا و ابیورد میں رعایا کو ستا رہے ہیں تو اُسنے بکتغدی خاں کو سپاہ جرار کے ساتھ روانہ کیا اور بڑا خزانہ بھی ہمراہ کیا اور آل سلجوق کے نکالنے کا حکم دیا۔ غرض امیران سلجوق اور سلطان مسعود کے لشکر میں جنگ عظیم ہوئی اور بکتغدی خاں کو شکست فاحش ہوئی جب بھگوڑوں نے سلطان مسعود سے یہ حال بیان کیا تو وہ خود دار الملک غزنین سے خراسان کی طرف اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ آل سلجوق کو بالکل دفع کرے۔ اعیان سلطنت سے اس باب میں مشورہ لیا۔ انہیں

ارباب خرد نے یہ صلاح دی کہ کوئی ناصح مشفق تحف و ہدایا دے کر طغرل و جعفر کے پاس بھیجے جائے
کہ وہ اُنکو ایسی نصیحت کرے کہ یہ فساد رفع ہوجائے سلطان نے ایلچی بہت سے تحفے دیکر سلجوقیوں
کے پاس بھیجے اور جو کچھہ کہ ہوچکا تہا اُسکی معذرت کی کہ یہ احمقوں کی حرکت ناشائستہ تھی اب آپ
مضیٰ مامضیٰ پر عمل فرمایئے اور پہلی باتوں کو بھول جایئے۔ مخالفت کو دل سے نکالئے اور
مصادقت و موافقت کیجئے اور ہم نے اپنے امیروں کی تین لڑکیاں طغرل بیگ و جعفر بیگ و
ینابج بیگ سے بیاہنے کے لئے تجویز کی ہیں اس مصاہرے سے منازعت دور ہوگی۔ بلاد و عباد آفت
مخالفت سے امین ہونگے جب ایلچی اُردوے سلجوق میں پہنچا اور یہ پیغام دیا تو جواب میں جعفر بیگ نے
کہا کہ بالفعل سلطان مسعود نے نہایت لطف و کرم کے کلمات دل پزیر ارشاد فرمائے ہیں اور جو مروت
و انسانیت کا اقتضا تھا وہ کام کیا ہی لیکن یہ معلوم نہیں کہ اُسکے بعد سلطان کے اعمال اپنے
اقوال کے موافق ہونگے یا نہیں اگر زبان کے موافق دل ہوگا تو ہم اُسکے مطیع ہیں اور اُس کے
خواہاں ہیں کہ خونریزی نہ ہو اور رعایا امن میں رہے اور اگر اس پیغام کے خلاف ظاہر ہوگا تو
جو خدا کا ارادہ ہوگا وہ ظہور میں آئیگا جب ایلچی یہ جواب لیکر سلطان مسعود پاس آیا تو وہ بہت
مسرور اور خوش ہوا اور والی مرو کو حکم بھیجا کہ وہ ان تینوں امیروں کی خدمت بجالائے اور تینوں
لڑکیوں کی عروسی کا سامان تیار کرے جب یہاں سب تیاری ہوچکی اور امرائے سلجوقی پاس
ایلچی پیغام لیکر گیا تو ان بیباک ترکمانوں نے کرنی حماقت سے سلطان مسعود کو گالیاں دیں اور کہا کہ
اگر لڑنے سے پہلے سلطان یہ لکہتا تو محبت و وداد کی بنیاد مستحکم ہوتی۔ اب ان فرخرفات کلمات سے
کچھہ فائدہ نہیں جب سلطان مسعود کو یہ خبر ہوئی تو اُسنے سلجوقیوں سے لڑنے کا ارادہ مصمم کیا۔ ان
ترکمان سلجوقیوں نے سلطان مسعود کے تمام ممالک میں متفرق ہوکر غدر مچادیا سلطان نے سیاشی کو
سپہ سالار مقرر کیا وہ تین برس تک جابجا ان سلجوقیوں سے لڑتا پہرا روز بروز سلجوقیوں کا ستارۂ اقبال
زیادہ چمکتا جاتا تہا سیاشی ہر چند کوشش کرتا تھا مگر کامیاب نہیں ہوتا تھا سلطان مسعود نے پریشان
ہوکر عزم کیا کہ خراسان کی جانب خود جائے لیکن پسر و وزیر اسکے مانع ہوئے انھوں نے عرض کیا کہ
سلطان اگر خود جائیگا تو یہ طایفہ عاجز ہوکر دور کے بیابانوں میں چلا جائیگا اور پہاڑ و بیشہ میں چھپ

ہو جنیگا جب سلطان مراجعت فرمائیگا تو وہ پھر جنگل سے لومڑیوں کی طرح سے نکل کر تخریب بلاد
اور تعذیب عباد میں کوشش کریگا اور اگر وہ صف کھینچکر لڑا اور چشم سلطانی کو چشم زخم پہنچا یا تو
ہمیشہ بدنامی ہوگی۔ اسطرح کی ناصحوں نے نصیحت کرکے سلطان کو اپنے ارادہ سے باز رکھا پھر
سلطان بساط نشاط و انبساط بچھاکر پری پیکروں کے ساتھہ عیش و عشرت میں مصروف ہوا۔
شراب پر زور کے نشہ میں شب و روز چور رہنے لگا زمانہ زبان حال سے مخاطب ہوکر یہ اشعار
پڑہنے لگا + اشعار +

شاہا زمی گران چہ برخواہد خواست ۔۔۔ و زمستی بیکراں چہ برخواہد خواست
شہ مست و جہاں خراب و دشمن پس و پیش ۔۔۔ پیداست کزآں میان چہ برخواہد خواست

سنہ ۴۲۳ھ میں التون تاش سپہ سالار سلطان مسعود کے حکم سے خوارزم سے ماوراءالنہر میں آیا
یہاں علی تگین کو سمرقند اور بخارا میں بڑا غلبہ ہو گیا تھا۔ اور دار السلطنت غزنی سے التونتاش
کی مدد کے واسطے پندرہ ہزار سوار جرار متعین ہوئے تھے اور حدود بلخ میں اس سے آملے تھے۔ آب آمو
سے التونتاش عبور کرکے اول بخارا میں آیا اور اُسکو ایک حملہ میں تسخیر کرکے سمرقند کی طرف متوجہ
ہوا۔ علی تگین رزم کا عزم کرکے شہر سے باہر آیا اور ایسی جگہہ لشکرگاہ بنایا جسکے ایک طرف آب رود
اور بہت سے درخت تھے اور دوسری طرف یہاں بلند پہاڑ جب آتش جنگ گرم ہوئی تو علی تگین کے
آدمیوں نے کمین سے نکلکر التونتاش کے بہت آدمیونکو ہلاک کیا اور التونتاش کے بھی زخم
کاری ہاتھہ پر اُس جگہ لگا کہ وہ ہند کی لڑائی میں منجنیق سے پہلے زخمی ہو چکا تھا۔ باوجود اس
زخم کے وہ اتنا ثابت قدم رہا کہ اُسنے علی تگین کے بہت سے سپاہیوں کو قتل کیا اور باقی سپاہیوں
کو بھگا دیا۔ جب رات کو اپنی منزل پر آیا تو اُسنے اپنے امرا اور اعیان سے زخم کا حال بیان کیا کہ
وہ ایسا سخت ہے کہ کسی طرح میں بچ نہیں سکتا۔ تم سب کو چاہیئے کہ اپنا اپنا چارہ آپ کرلو۔ امیروں
نے مشورہ کرکے علی تگین سے پیغام صلح بھیجا کہ بخارا سلطان مسعود کا اور سمرقند تمہارا ہے۔ اسپر
علی تگین راضی ہو گیا۔ سلطان مسعود کا لشکر خراسان کو اور علی تگین کا لشکر سمرقند کو روانہ ہوا
اسی رات کو التون تاش نے وفات پائی سلطان نے جب یہ خبر سُنی تو اُس کے بیٹے ہارون کو

التونتاش کا ماوراءالنہر میں آنا ۱۰۳۲ء +

خوارزم کی حکومت عنایت فرمائی۔

۴۲۴ھ میں وزیر احمد بن حسن میمندی نے وفات پائی۔ سلطان نے اُسکی جگہہ ابو نصر احمد ابن محمد ابن عبد الصمد کو کہ خوارزم میں ہارون بن التونتاش کا وزیر اور نائب تھا اپنا وزیر مقرر کیا۔ اس اثنا میں سلجوقی دریاے جیحوں سے گذر کر نیشاپور کے ہمسایہ میں اقامت گزین ہوے جب اُنکی قدرت بڑھی تو وہ سلطان مسعود سے اپنی عداوت دکھانے لگے ۴۲۶ھ میں سلطان مسعود نے جرجان اور طبرستان پر لشکرکشی کی اور اُسکی وجہ یہ تھی کہ عراق میں جو حاکم اُسکی طرف سے تھے اُنہوں نے اُس سے امداد طلب کی تھی۔ ابو سہل حمدانی جو رَی کا حاکم تہا اُسنے سپاہ بھیجکر اہل قم اور ساوا کو جو غدر مچاتے تھے مطیع کیا۔ سلطان مسعود جرجان سے غزنین میں آیا اور ہند کی طرف روانگی کا ارادہ کیا ہر چند امیروں اور اعیان سلطنت نے اُسکو سمجہایا کہ پہلے آپکو چاہیے کہ سلجوقیوں کو ملک سے نکالیے پھر ہندوستان کا قصد کیجیے مگر سلطان مسعود نے کہا کہ مینے بیماری میں نذر مانی تھی کہ صحت کے بعد میں ہند کے فلاں قلعہ کو فتح کرونگا جسمیں بہت سے کافر جمع ہیں وہ غزنین سے ۱۹ ذی الحجہ ۴۲۹ھ کو ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ کابل کی راہ سے ۵۔ محرم کو دینار کوٹہ پر دریاے جہلم کے کنارہ پر خیمہ زن ہوا اور یہاں وہ بیمار پڑا اور چودہ روز تک بیمار رہا۔ اس بیماری میں شراب سے توبہ کی اور ساری شراب کو دریاے جہلم میں پھنکوا دیا اور اُسکے برتنوں کو توڑ ڈالا۔ پھر محتسب مقرر کردیے کہ کسی شخص کو ظاہر شراب پینے دیں۔ بو سعید مشرف کو جنگی ہندو لڑنے کو بھیجا مگر پھر اُسکا حال معلوم نہیں کیا ہوا۔ سلطان کو جب صحت ہوگئی تو وہ جہلم سے چلا اور نہم ربیع الاول کو قلعہ ہانسی پر پہنچا۔ قلعہ کے پیچھے لشکر اُتارا بڑی سخت لڑائی ہوئی اہل قلعہ نے جنگ کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ لشکر سلطانی نے بھی داد شجاعت دی۔ قلعہ کی دیوار کے نیچے پانچ جگہہ سُرنگ لگائی اور دیوار گرائی اور تلوار سے اس قلعہ کو فتح کرلیا۔ اس قلعہ کو ہندوستان کا قلعۃ العذرا کہنا چاہیے کیونکہ ابتک اُسکو کسی نے فتح نہیں کیا تہا وہ دوشیزہ ہی تھا اور بہت غنیمت لشکر منصور کو ہاتھ آئی۔ پھر یہاں سے قلعہ سونی پت کی طرف متوجہ ہوا۔ یہاں کا راجہ دیپال ہری جنگل میں بھاگ گیا لشکر اسلام نے اس قلعہ کو فتح کرلیا پھر دیرہ رام پر گئے۔ رام نے اپنی ضعیفی کا عذر کرکے سلطان کو نذر دیکر صلح کرلی

وزیر احمد بن حسن کا انتقال

سلطان کا جرجان جانا پھر ہندوستان آنا

قلعہ ہانسی و سونی پت و قلعہ کا فتح ہونا

اب یہاں سے سلطان نے غزنیں کا ارادہ کیا راہ میں برف و باران کے ہاتھ سے بڑی تکلیف اٹھائی۔ بہت مشکل سے غزنیں پہنچا۔ وہاں توبہ شکن جشن کیا شراب جو توبہ کے بعد نہیں پی تھی اب پی۔ اس بالنسی جانے سے سلطان کی مملکت میں بڑے شور و فساد عظیم برپا ہوئے۔ خراسان میں سلجوقی ترکمانوں کی قوت بڑھ گئی۔ علاء الدین ابن کاکویہ جو سلطان کی طرف سے حاکم عراق تھا اُسے ابو سہیل حمدانی کو رے سے نکال دیا۔ ابو کالنجار جو مسعود کا مخالف تھا طبرستان میں قوی حال ہو گیا۔ ایک شاعر نے یہ قطعہ بھی پیش کیا+ [illegible]

قطعہ

مخالفان تو بودند مور مار شدند+ بر آر از سر موران مار گشتہ دمار
مدہ زمانہ برگزرہ امان ازین بیش کہ اژدہا شود ار روزگار یابد مار

۴۳۰ھ میں غزنیں سے باہر نکلا اور جرجان میں پہنچا۔ ان دنوں میں جرجان کے قریب ایک قلعہ میں ایک شخص نے اوباشوں اور چوروں کی ایک جماعت اپنے پاس جمع کی تھی اور اس نواح میں وہ رہزنی کرتا تھا جب سلطان مسعود یہاں آیا تو چوٹوں کے سردار نے قلعہ میں پناہ لی۔ مسعود نے فریب سے اس قلعہ کو فتح کر لیا اور اسی چوروں کو دار پر کھینچا۔ سلطان بلخ میں پہنچا۔ وہاں کے آدمیوں نے عرض کی کہ نورتگین نے حضور کی غیبت میں جرأت و جسارت کر کے کئی دفعہ دریا سے عبور کر کے ہمکو غارت اور قتل کیا۔ مسعود نے کہا کہ اس جاڑے میں اسکا کام میں تمام کئے دیتا ہوں۔ امیر امرا اور نوابوں نے غل مچایا کہ دو سال ہوئے کہ سلجوقی خراسان سے خراج لیتے ہیں اور وہاں کے آدمی انکی مطیع ہوئے جاتے ہیں اول انکو دفع کرنا چاہئے۔ مسعود کی نحوست کے دن تھے اُسنے کچھ نہ سُنا اور دریا سے عبور کر کے نورتگین کے پیچھے پڑا جاڑے کا موسم تھا لشکر پر ایسی برف پڑی کہ اپنے سپاہ غزنیں کو بڑی زحمت اٹھانی پڑی۔ اس اثنا میں سُنا گیا کہ داؤد سلجوقی سرخس سے بلخ کی طرف متوجہ ہوا ہی اسلئے ناچار مسعود کو پھرنا پڑا۔ نورتگین کو جب اس مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ بھی اُسکے پیچھے رواں ہوا۔ اُسکے گھوڑوں اور اونٹوں کو لوٹ لیا۔ ہر طرف سے مسعود کی ذلت و رسوائی ہونے لگی اور سلجوقیوں سے لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار سلطان کو سلجوقیوں کے ساتھ معرکہ آرائی کی قوت نہ رہی۔ جب سلطان بلخ میں آیا تو داؤد مرو کو چلا گیا۔ سلطان مسعود اپنے پسر مودود کو

ہمراہ لیکر جعفر بیگ کے تعاقب میں گورکان گیا جب ترکمانوں کو خبر ہوئی کہ سلطان مرو کی طرف جاتا
ہے تو ایلچی بھیجکر پیغام بھیجا کہ ہم آپ کے غلام و مطیع ہیں اگر ہماری چراگاہ کی جگہ معین ہوجائے کہ ہم
وہاں اپنے ستور اور اہل و عیال کے ساتھ رہیں کہ نہ ہم کسی سے کار رکھیں نہ کوئی ہم کو آزار دے
ہم آپ کی ملازمت کے لئے حاضر ہیں اس درخواست کا قبول کرنا آپ کی عنایت سے بعید نہ ہوگا
سلطان مسعود نے اس ملتمس کو بیغو کے پاس بھیجدیا کہ اس جماعت کا سردار تھا کہ اُنسے وثیقہ لکھوا لے
کہ اُسکے بعد وہ کسی حرکت ناشائستہ کے مرتکب ہونگے اور چراگاہ اُنکی متعین کردے یوں
قول قرار ہوکر وہ ہرات کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک ترکمانوں کی جماعت نے مسعود کے لشکر کے چند
آدمیوں کو مار ڈالا اور کچھہ اسباب لوٹ کر لیگئے۔ سلطان نے اس جماعت کے ترکمانوں کے تعاقب میں
اپنے آدمیونکو بھیجا جنہوں نے ان سبکو قتل کیا اور اُنکے اہل و عیال کو اسیر کرکے اُنکے سرونکو سلطان مسعود
پاس لائے۔ سلطان نے یہ تمام سر گدہوں پر لاد کر بیغو کے پاس بھیجدیئے۔ اور کہلا بھجوایا کہ جو
کوئی نقض عہد کریگا اپنی سزا کا سزاوار ہوگا۔ بیغو نے عذر کیا کہ مجھکو اسکی خبر نہ تھی۔ آپ نے جو
مجرموں کو سزا دی وہی ہیں انکو سزا دیا۔ سلطان مسعود ہرات سے نیشاپور گیا اور وہاں سے طوس میں
آیا۔ ترکمانوں نے اسپر حملہ کیا او شکست پائی۔ ان دنوں میں خبر آئی کہ باد آورد کے آدمیوں نے
اپنا قلعہ ترکمانونکو دیدیا۔ سلطان مسعود نے اس قلعہ کو فتح کرکے وہاں کے آدمیونکو قتل کیا اور پھر
نیشاپور میں آگیا اور جاڑا یہیں بسر کیا جب موسم بہار آیا تو ۴۳۰ھ میں طغرل بیگ سے لڑنے کے لئے
باد آورد میں گیا۔ طغرل بیگ کو خبر ہوئی وہ ترن و باد آورد کی طرف بھاگا سلطان مہنہ کی راہ
سے سرخس میں آیا۔ مہنہ کے رہنے والے خراج نہیں دیتے تھے۔ انہیں سے کسی جماعت کو قتل کیا کسی جماعت
کے ہاتھ کٹوائے حصار انکا ویران کردیا وہاں سے وندانقان میں آیا ۸۔ رمضان ۴۳۱ھ کو ترکمانوں
نے چاروں طرف سے ہجوم کرکے غزنین کی راہونکو بند کردیا۔ ناچار سلطان کو لڑنا پڑا۔ دو دن میں جنگ
عظیم ہوئی۔ اس اثنا میں بڑے بڑے سردار غزنین کے ترکمانوں سے جاملے سلطان اپنے نفس
نفیس سے لڑتا رہا اور ترکمانوں کے چند سرداروں کو قتل کیا جو لشکر سلطان کے ساتھ تھا اُس نے
بھی دغا کی اور وہ میدان جنگ سے غزنین کو بھاگے سلطان پاس اب کوئی باقی نہ تھا تن تنہا ایک

مردانگی سے معرکے سے باہر آیا اور مرو میں ہو پہنچا کچھ لشکر اسکا یہاں آن کر ملا غور کی راہ سے وہ
غزنین میں آیا جو سردار لڑائی میں بھاگے تھے مثل علی دایہ و حاجب شیبانی و بکتغدی اُنسے ڈنڈ
لیکر ہندوستان کے قلعوں میں مقید کیا اکثر انمیں سے اس قید ہی میں مر گئے۔ اب سلطان سلجوقی
ترکمانوں کے ہاتھ سے ایسا تنگ آیا کہ اُسنے ہندوستان کا قصد کیا کہ یہاں آنکر سپاہ کو جمع کرے

امیر محمد اور اسکے بیٹوں کے ساتھ سلوک +

اور پھر سلجوقیوں کو سزا دے۔ شہزادہ یزدیار نغر سے غزنین میں آیا اور اسی قلعہ سے امیر محمد کو غزنین
میں اپنے ساتھ لایا تھا۔ امیر محمد کو قلعہ غزنین میں بھیجدیا اور سکزی امیر خرس کو اُسپر متعین کر دیا۔ امیر محمد
کے ساتھ اُسکے چار بیٹے احمد محمد عبدالرحمٰن۔ عمر عثمان تھے۔ ان چاروں بھتیجوں کی خستہ حالی پر
امیر مسعود کو افسوس ہوا انکو خلعت گراں بہا عطا کیے گھوڑے سواری کو دیے اور وظیفے اُنکے
مقرر کر دیے اور ہزار ہزار دینار ہر ایک کو دیے اور امیر احمد کے ساتھ اپنی بیٹی حرہ گوہر کو منسوب کیا +

سلطان مسعود کا ہندوستان جانا اور مخبروں کا آنا +

مسعود نے انکو حکم بھیجا کہ خزانے زر و درم و جواہر کے و جامہ اور سب طرح کی چیزیں جو ایسی ہیں کہ انکو
اونٹوں پر لاد دو اور سب بہنوں اور بیٹیوں کو حکم دیدیا کہ وہ ہندوستان کے سفر کے لیے آمادہ ہوں اور
غزنین میں کوئی چیز ایسی نہ چھوڑیں کہ اُسسے دل کو تعلق باقی رہے۔ وزیر کو نامہ لکھا کہ ہم والے ہند
و مرمنارہ و پشور کہری میں جاڑے کے موسم میں ہونگے۔ ہم سے پشور میں تم آنکر ملو۔ وزیر اس ارادہ
کا مانع ہوا اور اسطرح اُسکو خط لکھا جیسے کہ کوئی برابر والے کو لکھتا ہے اور صاف صاف یہ لکھا کہ
حضور اُسطرف تشریف فرما ہونگے تو دشمن بلخ کے دروازہ پر لڑینگے اور آپ کو شہر کے اندر نہیں
داخل ہونے دینگے۔ لوگونکے دل ہماری طرف سے ایسے برگشتہ ہو رہے ہیں کہ وہ شہر کو چھوڑے
جاتے ہیں اور ہم سے لڑتے ہیں اگر حضور ہم غلاموں کو حکم دیں تو ہم دشمنوں کو وہاں سے نکال دیں
حضور کو ہندوستان میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حاجب بکتغدی جو غزنین میں ہیں کوئی یہاں وحشت کی
بات نہیں ہے۔ یورتگین کو جو بھیجدیا ہے وہ دشمنوں پر غالب ہو کر یہاں آنے والا ہے۔ اگر حضور ہندوستان
تشریف فرما ہونگے اور اہل حرم و خزانوں کو ساتھ لیجائینگے اور یہ خبر منتشر ہوگی اور دست دشمنوں کے کانوں
تک پہنچیگی تو حضور کی آبرو جاتی رہیگی ہندوؤں پر ایسا اعتماد نہیں ہے کہ اپنے اہل حرم اور خزانے
انکی زمین میں بھیجے جائیں میں ہندوؤں کی وفاداری پر چنداں اعتماد نہیں کرتا۔ غلاموں کو جو ویرانہ میں

لے جانے کے لئے خزانے حوالہ کئے جاتے ہیں انکا کیا اعتماد ہے کہ وہ خزانوں کو جنگل میں لوٹ لیں گے
سلطان نے جو اب تک ہمارے کہنے کو نہیں مانا ہے اسکا انجام دیکھ لیا کہ کیا ہوا۔ اگر خدانخواستہ حضور
ہندوستان کو روانہ ہوئے تو رعیت کا دل شکستہ ہو جائیگا بندہ نے یہ نصیحت کی اور حضور کا حق
نعمت ادا کیا اور جوابدہی سے چھٹکارا پایا آگے جو حضور کی رائے ہو وہ رائے ہے سلطان مسعود نے
جب اس نامہ کو پڑھا تو اسنے کہا کہ وزیر خوف زدہ ہو گیا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ وہ کیا بکتا ہے اسکو جواب
لکھو کہ جو کچھ میں نے فیصلہ کیا ہے وہی عین صواب و مصلحت ہے اور خواجہ نے جو لکھا ہے اُسکو میں
جانتا ہوں کہ شفقت کے سبب سے لکھا ہے۔ مگر تم میرے حکم کے آئندہ منتظر رہو جسے تمکو معلوم ہوگا کہ جو میں نے
سوچا ہے وہ تم نہیں سوچ سکتے ہو۔ جب سلطان کا یہ جواب آیا تو سب مایوس ہوئے اور سفر کی تیاری
شروع کی۔ بوعلی کوتوال بلخ سے تمام کام وہاں کے درست کر کے آیا تھا اُسے شہر و قلعہ اور نواح غزنین
حوالہ کیا۔ شاہزادہ مودود کو بلخ کی امارت دی اور خواجہ محمد بن عبد الصمد وزیر کو اور چار ہزار سپاہ کو
اُسکے ساتھ کیا۔ شاہزادہ مجدود کو جو لاہور سے آیا تھا اُسکو دو ہزار سپاہ دیکر ملتان روانہ کیا کہ وہاں کا
انتظام کرے۔ اور شاہزادہ ایزدیار کو کوہ پایہ غزنین بھیجا کہ وہاں جو افغانوں نے غدر و فساد مچا رکھا ہے
اُسے مٹائے۔ غرض سارے ملکوں کا انتظام ارکان سلطنت کو سپرد کر کے لاہور کی جانب مع اہل و عیال
و خزانوں کے روانہ ہوا۔ سلطان مسعود کی سلطنت کا رعب اُٹھ گیا تھا اور سپاہ خودسر ہو گئی تھی
غزنین میں سلجوقیوں کے مقابلہ کے لئے وہ فوج نہیں جمع کر سکتا تھا بلکہ اتنی جمعیت بھی بہم نہیں پہنچا سکتا تھا
کہ اُسکے ذریعہ سے فساد و نکو روکے۔ اس حالت میں اسکا یہ منصوبہ غلط تھا کہ وہ ہندوستان میں لشکر
اور اُسکا سامان ایسا بہم پہنچائیگا کہ وہ سلجوقیوں کے پست کرنے کو کافی ہوگا۔ خود دریائے سندھ سے
اُتر آیا تھا اور خزانے دریا کے پار تھے کہ خاص غلاموں کے امیر نوشتگین کی نیت بگڑی اور آپس میں اتفاق
کر کے خزانوں کو لوٹ لیا اور اندھے امیر محمد کے پاس گئے اور اسکو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ ہر چند اُسنے
انکار کیا مگر غلاموں نے کہا کہ آپ کی دولت خواہی کے لئے تو یہ ہم نے گناہ کیا ہے۔ اگر آپ نہیں مانینگے
تو دوسرے کو سلطان بنائینگے اور آپ کو مار ڈالینگے۔ ناچار اس اندھے امیر کو سلطانی قبول کرنی پڑی
اور اُسکے ساتھ دریائے سندھ سے عبور کر کے سلطان مسعود سے لڑنا شروع کیا سلطان مسعود لاچار ہو کر

امیر محمد کا پھر سلطان ہونا سلطان مسعود کا قید ہونا اور مارا جانا

رباط مارکلہ میں بھاگا۔ وہاں سب چھوٹے بڑوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ اِن سب کو جلا وطنی و ہند کے سفر نے آزردہ خاطر کر رکھا تھا۔ اِس ہیرے ابن مسعود کو گرفتار کیا اور اُسکو سلطان محمد کے آگے لائے سلطان محمد نے کہا کہ میں تیرے مارنے کا قصد نہیں کرتا جس جگہہ تیرا جی رہنے کو چاہے وہ بتادے وہاں میں تیرے لئے اور سب تیرے اہل و عیال کے رہنے کا سامان تیار کردونگا مسعود نے قلعہ کیری کو سکونت کے لئے پسند کیا۔ محمد نے وہیں اُسکو مع کل متعلقین کے بھیجدیا اور ایک جماعت اُسکی حراست کے لیے متعین کردی جب مسعود قلعہ کی طرف جاتا تھا تو اس پاس ضروری خرچوں کے لئے بھی روپیہ نہ تھا۔ بھائی سے کچھہ روپیہ مانگا اس پست ہمت بھائی نے پانچسو درم بھجوائے۔ اِن درہمونکو دیکھہ کر مسعود رو کر کہنے لگا کہ کل میرے پاس تین ہزار خروار کا خزانہ تھا آج ایک درم کا مقدور نہیں فاعتبروا یا اولی الابصار + جو شخص یہ درم لایا تھا اُسنے ایک ہزار درم اپنے پاس سے دیدئے۔ اِس سخاوت کے علاوہ سعادت اور انعام بھی اُسکو آئندہ سلطنت سلطان مودود میں مل گیا چونکہ محمد اندھا تھا اُسنے سلطنت کا کل کام برائے نام بھی اپنے پاس نہیں رکھا وہ سب ۴۳۱ھ میں اپنے بیٹے احمد کے حوالہ کیا خود ایک نان پر قانع ہوا۔ احمد کا دماغ مشوش و مخبط تھا اُسنے ۴۳۲ھ میں سلیمان ولد یوسف بن سبکتگین اور پسر علی خویشاوند سے اتفاق کرکے بے استصواب پدر قلعہ کیری میں سلطان کو تلوار سے مارڈالا بعض کہتے ہیں کہ زندہ کنوئے میں ڈالکر اُسکو مٹی سے بھروادیا بعض کہتے ہیں کہ اِس پاگل نے باپ کو مجبور کرکے اُسکے قتل کا حکم دلا یا۔ کوئی لکھتا ہے کہ نو سال نو مہینے کوئی بارہ سال غرض دس سال کے کچھہ زیادہ مسعود نے سلطنت کی مسعود بڑا شجاع تھا۔ کریم الاخلاق تھا بڑی سخاوت کرتا تھا۔ ایکدفعہ رمضان میں اُسنے ہر ایک مستحق کو ہزار ہزار دینار دیدئے وہ علماء و فضلا کے ساتھہ مجالست کرتا تھا اور انپر طرح طرح کے احسان کرتا تھا۔ فاضلوں کی ایک جماعت کثیر نے اُسکے نام پر کتابیں لکھی ہیں حکیم ابو ریحان نے جسکا پہلے ذکر کرچکے ہیں قانون مسعودی علم ریاضی میں اُسکے نام پر لکھا اور قاضی ابو محمد مسعودی نے کتاب مسعودی فقہ حنفیہ میں اُسکے نام پر لکھی۔ باوجودیکہ اُسکے ملک میں شور و فساد برپا تھے مگر علم کی ترقی برابر جاری تھی اُسنے بہت سے مدرسے جاری کئے اُنکے لئے عمارتیں بنوائیں۔ مسجدیں خانقاہیں

خصائل مسعود +

نہایت عمدہ تعمیر کرائیں اور اپنے رہنے کی عمارات عالیشان بنائیں غرض وہ ان باتوں میں اپنے باپ کا سچا جانشین تھا +

حکایات سلطان مسعود

جامع الحکایات میں سلطان مسعود کی حکایات یہ لکھی ہیں کہ سلطان محمود نے والی کرمان پاس تیس تحائف ایک ایلچی کے ہاتھ بھیجے اُسکو کفیچ اور بلوچیوں نے صحرا اخبیص میں لوٹ لیا اور اسکے چند ہمراہیوں کو مار ڈالا۔ ان چوروں کی جماعت نے ایک بلندی پر اپنی گڑھی بنا رکھی تھی اور وہ رہزنی کیا کرتی تھی سلطان محمود کو اُسکی کچھ خبر نہ تھی بست میں سلطان محمود مقیم تھا کہ اُسکو اپنے ایلچی کے لٹنے کا حال معلوم تھا۔ امیر مسعود بھی باپ کے ملنے کو یہاں آیا تو باپ کو خفا پایا بیٹے سے اُسنے ہاتھ نہ ملایا اور ناخوشی کا چہرہ بنایا۔ اس خفگی سے امیر مسعود ڈرا اور اُسنے باپ سے اس کبیدگی کا سبب پوچھا تو باپ نے غصے سے کہا کہ میں تجھ سے خفا کیوں نہوں اور تیری صورت کیوں دیکھوں کہ تو میرا بیٹا ہو اور تیری ناک کے سامنے یہ غضب کی رہزنیاں ہوں اور تجھکو خبر نہو مسعود نے عرض کیا کہ اے حضرت میں ہرات میں ہوں رہزنی صحرا اخبیص میں ہے اسمیں میرا قصور کیا ہے سلطان نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا تیری خیر اسی میں ہے کہ چوروں کو زندہ پکڑ کر یا انکا سر کاٹ کر میرے روبرو لا امیر مسعود دو سو سواروں کو لیکر چوروں کی تلاش میں روانہ ہوا۔ جاسوسوں کو بھیجکر انکا پتا لگایا اور ہوشیاری یہ کی کہ پہلے پچاس سوار انکے روبرو گئے جنکے ہتیار بھی نیفوں میں چھپے ہوئے تھے۔ چوروں نے اُن کو تھوڑا اور بے ہتیار سمجھ کر جانا کہ انکا مار لینا کیا بات ہے۔ وہ جب انسے لڑنے کو آئے تو مسعود نے اپنے باقی ڈیڑھ سو سواروں کو لیجا کر اُنپر حملہ کیا چالیس کو زندہ پکڑا اور چالیس کا سر کاٹا۔ زندوں کو سلطان کے روبرو لایا۔ جسنے زندوں کو بری طرح قتل کیا کہ جسسے لوگوں کو عبرت ہو اور اُسکے انصاف کی شہرت ہو۔

دوسری حکایت امیر مسعود جب عراق میں حاکم تھا تو اُسکو معلوم ہوا کہ کرمان میں ایک چوروں کا گروہ راہزنی کرتا ہے اور سلطان جب اُنکی پکڑنے کے لیے سپاہ بھیجتا ہے تو وہ بھاگ کر چھپ جاتے ہیں اُنکے مارنے کی تدبیر امیر مسعود کو یہ سوجھی کہ اُسنے اصفہانی سیبوں میں سوراخ کر کے زہر آلود کیا اور اُنکو ایک کاروان کو دیا اور اُسکے ساتھ اپنے آدمیوں کو کیا۔ کاروان

چور گرے مال لوٹا اور انہوں نے سیبونکو نوش جان کیا جو انکے لیے جان لیوا اور آسیب رساں ہوئے
اسطرح سب مر گئے تو امیر مسعود کے آدمیوں نے اہل کارواں کا سب مال اسباب لٹا ہوا اونکو دلایا۔
اس حکمت سے امیر مسعود نے کی تدبیر نے وہ کام کیا جو ہزار شمشیر نہیں کر سکتی تھیں +

سلطان مسعود کے مرنے کے بعد ملک میں خرابی پھیل گئی۔ محمد اور اسکا بیٹا احمد دونو لشکر و رعیت کی نظر سے گر گئے اور کچھ انکا اعتبار نہیں رہا۔ دیار و وسیع ممالک پشاور کا غارت ہو گیا۔ سب طرح کا مال لٹ گیا۔ اس ملک میں غلام ایک دینار کو بکتا اور ایک من خمر بھی ایک دینار کو خمر کے خریدار غلاموں سے زیادہ تھے

سلطان محمد کی سلطنت +

ذکر سلطنت ابو الفتح قطب الملۃ شہاب الدولہ امیر مودود بن سلطان مسعود

جب امیر مسعود کشتہ ہوا تو امیر محمد مکحول بہت رویا اور جنہوں نے اُسے مارا تھا بہت لعنت ملامت کی اور امیر مودود کو جو باپ کے مرنے کے وقت بلخ میں تھا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ فلاں فلاں آدمیوں نے تیرے باپ کو مارا ہے اور سوا انکے کسی دوسرے کو اسمیں اختیار نہ تھا۔ مودود نے اس تعزیت نامہ کے جواب میں یہ لکھا کہ حق سبحانہ تعالی امیر کی عمر دراز کرے اور اُسکے دیوانہ فرزند احمد کو عقل دے کہ وہ اپنی زندگی اچھی طرح بسر کرے اُسنے یہ امر عظیم کیا ہے کہ اس بادشاہ کا خون کیا ہے کہ امیر المومنین نے جسکو سید الملوک والسلاطین کا لقب دیا تھا جلد اُسکا وہ بادداش پائیگا۔ اُسنے اس نامہ کے پہنچنے کے بعد قصد مارکلہ کا کیا مگر وزیر ابو نصر احمد نے اس ارادہ سے باز رکھا اور اُسکو غزنین میں لے آیا۔ سارا شہر اُسکے استقبال کو گیا۔ ۴۳۲ھ میں محمد مکحول نے بھی اپنے چھوٹے بیٹے نامی کو پشاور اور ملتان میں سپہ سالار مقرر کیا اور خود آب سندھ سے عبور کر کے غزنین کو چلا۔ دیبور میں چچا بھتیجوں کی لڑائی ہوئی آخر مودود نے فتح و ظفر پائی۔ محمد اور اُسکا بیٹا اور نوشتگین بلخی و لیہر علی خویشاوند و سلمان بن یوسف کہ مادہ فتنہ و فساد تھے سب اسیر ہو کر قتل ہوئے مگر عبد الرحیم پسر امیر محمد اس سبب سے بچ گیا کہ جب سلطان مسعود قید تھا تو دونو بھتیجے عبد الرحیم و عبد الرحمن چچا کو قید خانہ میں دیکھنے گئے تھے عبد الرحمن نے تمسخر کی راہ سے یہ بے ادبی کی کہ چچا کے سر سے ٹوپی اُتار لی عبد الرحیم نے ٹوپی اُسکے ہاتھ سے چھین کر پھر مسعود کے

مودود کی چچا سے لڑائی +

سر پر بٹھادی اور بھائی کو اس بے ادبی پر سرزنش کی اور گالیاں دیں۔ پس اس ادب کے سبب اُسنے رہائی پائی اور عبدالرحمٰن ورطۂ ہلاکت میں خود بھی ڈوبا اور اور ونکو بھی لے ڈوبا شعر

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد   بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

جب باپ کے قاتلوں سے مودود انتقام لے چکا تو اُسنے اُس موضع پر جہاں فتح ہوئی تھی ایک باط بنائی اور قریہ آباد کیا اسکا نام فتح آباد رکھا۔ اسکے حکم سے باپ کا تابوت اور اُسکے بھائی کیرے غزنین میں آئے اور خود بھی غزنین میں چلا آیا۔ اور سریر دولت پر بیٹھا اور منصب وزارت ابو نصر بن احمد عبدالصمد کو دیا اور پھر اُسکو وزارت سے معزول کر کے ہندوستان بھیجا جسنے ہندوستان میں سلطان محمد کے بیٹے نامی حاکم پشور کو لڑکر مار ڈالا۔ سلطان مودود نے عدل و داد سے سلطنت کرنی شروع کی۔ رعایا کے ساتھ مرحمت کا طریقہ اختیار کیا اسکو اندیشہ سوا اسکے کچھ اور نہ تھا کہ اُس کا چھوٹا بھائی مجدود بن سلطان مسعود باپ کے مرنے پر ملتان سے لاہور میں آیا اور ایاز کے استظہار سے آب سندھ لیکر ہانسی و تھانیسر تک کماحقہ انتظام کر کے خوب استقلال اپنا کر لیا۔ مودود نے لشکر مرتب کیا۔ پہلے اس سے کہ مجدود کوئی فساد برپا کرے اُسکے دفع کرنے کے لیے اس لشکر کو نامزد کیا۔ مجدود جب اس لشکر کی روانگی سے واقف ہوا تو وہ ہانسی میں جو ابھی فتح کرنے کی گھات میں بیٹھا ہوا تھا یہاں سے روانہ ہوا اور پہلے اس سے کہ مودود کا لشکر لاہور پہونچے وہ یہاں سپاہ فراوان لیکر گیا۔ عید الضحیٰ کی صبح کو ناگاہ اسکو خرگاہ میں مُردہ دیکھا اور اسکا حال کسی پر نہ کھلا۔ چندروز بعد ایاز نے بھی وفات پائی۔ اس مجدود کے مرنے سے ہند کا علاقہ جتنا مسعود سے متعلق تھا وہ مودود سے متعلق ہو گیا اور ملوک ماوراء النہر نے اُسکی اطاعت قبول کی مگر سلجوقیوں کے باوجود اسکے کہ اُسنے چغر بیگ سلجوقی کی بیٹی سے نکاح کیا تھا پہلی منازعت چلی جاتی تھی +

جب سلطان مودود کو ملوک ہند نے دیکھا کہ وہ مغربی فتوحات میں مصروف و سرگرم تھا دلی کے راجہ نے اور راجاؤں سے اتفاق کر کے بلدہ ہانسی و تھانیسر اور انکے سارے مضافات کو گماشتگان غزنویہ کے ہاتھ سے نکال لیا اور نگر کوٹ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور چار مہینہ اس کا بھی محاصرہ کیا۔ اور محصورین نے لاہور سے مدد مانگی۔ مگر آپس کی رنجش کے سبب سے کمک آئی اسلئے

ہندوؤں نے نگرکوٹ کو بھی فتح کرلیا اور اپنی رسم قدیم کے موافق یہاں بتونکو قائم کیا اور رسوم بُت کی کو بدستور سابق رواج دیا۔ اس واقعہ کی حکایت تاریخ فرشتہ میں لکھی ہے کہ جب سلطنت غزنویہ کے آثار ضعف و ادبار نمودار ہوئے تو ایک برہمن نے راجہ دہلی سے کہا کہ میرے سپنے میں نگرکوٹ کے بُت نے آکر یہ کہا ہی کہ اتنی مدت تک میں نے غزنین میں اسلئے توقف کیا تہا کہ دولت غزنویہ کی اساس کو متزلزل کرکے ویران کردوں اب مقصد حاصل ہوگیا ہی اسلئے چاہتا ہوں کہ اپنے مرکز اصلی پر مراجعت کروں اور ہندوؤنکو ایسا فتحمند کروں کہ جو ملک اُنکے ہاتھ سے نکل گئے ہیں وہ پھر ہاتھ آجائیں۔ راے دہلی نے مخفی سنگ تراشوں سے ویسا ہی بت جیسا کہ پہلے نگرکوٹ میں تھا تیار کرالیا۔ اور راجاؤں کے ساتھ متفق ہوکر قلعہ ہانسی اور تھانیسر کو فتح کرلیا تو اُسکے بعد وہ نگرکوٹ میں آیا۔ اور یہاں ایکدن اس بُت مصنوعی کو اسطرح ظاہر کیا کہ گویا وہ قدیمی بُت یہاں پھر پیدا ہوا۔ پھر اسپر چڑھاوے چڑھنے شروع ہوئے اور اتنا مال جمع ہوا کہ محمود کی روح پھر ہندوستان میں آئی ہوگی جو ہندو اسکی پوجا کو آتا تو اُسسے پوجاری یہ کہتا کہ اس بُت کا حکم ہی کہ قلعہ نگرکوٹ کو فتح کرلو چنانچہ انھوں نے اُسے فتح کرلیا۔ بتخانہ شکستہ کی مرمت کرلی نگرکوٹ میں بُت پرستی کا بازار خوب گرم ہوا۔ ہندوؤنکا قاعدہ تھا کہ وہ امور عظیم میں اس بُت سے مشورت لیتے اگر وہ اجازت دیتا تو کرتے کچھہ دنوں بعد یہ ہندوؤنکا اثر مسلمانوں پر ہوگیا تہا کہ وہ اس بُت پر نذریں چڑھاتے اور اُسکی اجازت کے موافق کام کرتے۔ یہاں کے مسلمان بھاگ کر لاہور گئے۔

ہندوؤں کا لاہور کا محاصرہ ۰

اس اثنا میں حال دیکھہ کر ملک پنجاب کے راجہ جو اسلام کے شیروں کے خوف سے لومڑیوں کی طرح چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی سر نکالا اور تین قوی دست راجاؤں نے دس ہزار سپاہ لے جاکر لاہور کا محاصرہ کرلیا۔ امراء اسلام جنہوں نے سلطان مودود کی اطاعت کو طاق پر رکھہ کر چھہ سات مہینے آپسمیں لڑائی لڑ رہے تھے ہندوؤنکی یہ جمعیت و جرأت دیکھہ کر آپس کی نااتفاقی کو ترک کرکے رکھہ چھوڑا اور آپسمیں اتفاق کرکے سلطان مودود کی اطاعت اختیار کی اور آپسمیں عہد و پیمان کیا اور لشکر کی ہیئت اجتماعی بنائی سلطان مودود سے لشکر کی مدد مانگی اسنے مدد غزنین سے روانہ کی مگر پہلے اس سے کہ یہ لشکر یہاں پہنچے ہند کے راجاؤں میں جو محاصرہ کررہے تھے خلاف واقع ہوا

ترکمانوں سے لڑائیاں و متفرقات

بعض نے انمیں سے مودود کی اطاعت اختیار کر لی اور اہل شہر کے ساتھ ہو گئے اور ہندؤں کی فوج اُسکے
ملک کو روانہ ہوئی - لاہور کے آدمیوں نے ان آدمیوں کی سعاونت سے جنہوں نے مودود کی اطاعت اختیار
کی تھی ہندوؤں کے لشکر پر کہ جسمیں پانچ ہزار سوار اور چھہ ہزار پیادے تھے تعاقب کیا وہ
ایک بلند پہاڑ کے حصار میں محصور ہوئے مسلمانوں نے انکو چار و نطرف سے گھیرا دو روز تک لڑائی
ہوئی اور بہت ہنود کو قتل کیا بقیۃ السیف نے امان چاہی اور قلعہ کے حوالہ کرنے کی درخواست
کی اہل اسلام نے کہا کہ ہم سے تم امان چاہتے ہو تو ہم جب امان دینگے کہ جو قلعے تمہارے
تصرف و قبضے میں ہیں ہمکو سب واپس کر دو - ہندوؤں نے تضعف و خوف جان سے کل قلعے حوالہ کر دئے
ملوک ہند کو جب اس فتح عظیم کی خبر ہوئی تو سب مطیع ہو گئے مسلمان بہت سی غنیمت اور
پانچہزار مسلمانوں کو جو ہندوؤں نے قلعوں میں مقید کر رکھے تھے ساتھ لیکر لاہور میں آئے +
سنہ ۴۳۴ ہجری میں مودود نے لشکر مرتب کیا سنہ ۴۳۵ ہجری میں لشکر کو ارتگین حاجب کے ساتھ طخارستان
میں بھیجا اُسکو خبر لگی کہ ترکمان ارتن میں آئی ہیں یہ لشکر لیکر جب اُنکے قریب پہنچا تو ارسلان
پسر جقر بیگ اپنے لشکر کو چھوڑ کر معدود آدمیوں کے ساتھ بھاگ چلا گیا - ارتگین نے اُسکے
لشکر پر پہنچ کر بہت آدمیونکو قتل کیا اور شہر بلخ میں آیا اور امیر مودود کے نام کا خطبہ پڑھوایا
پھر کچھہ دنوں بعد ترکمان بلخ کا قصد کر کے آئے ارتگین نے امیر مودود سے مدد کی درخواست
کی وہ نامنظور ہوئی وہ اپنی جمعیت سمیت کابل کی راہ سے غزنین میں آیا - سلطان مودود نے
اُسی سال ارتگین کو اپنے سامنے مروا ڈالا +

پھر ترکمان ملک غزنویہ کی طمع کر کے نواحی بست میں آئے سلطان مودود نے لشکر بھیجا جسنے
اُنکو شکست دی اور اسی سال میں طغرل حاجب کو بست کی طرف بھیجا کہ دہستان کو ترکمانوں
کے ہاتھ سے نکالے اُسنے برادر ابو الفضل و زنگی ابو المنصور کو گرفتار کیا اور غزنین لایا +
سنہ ۴۳۶ ہجری میں سلجوقی ترکمانوں نے غزنین کیطرف رُخ کیا بست سے گذر کر رباط امیر کو غارت کیا طغرل
لشکر غزنین کو ساتھ لیجا کر اُنسے لڑا سخت کشت و خون ہوا ترکمانونکو ہزیمت ہوئی اور اکثر
اُنمیں قتل ہوئے بعد اس فتح کے طغرل گرمسیر اور قندہار میں گیا - جہاں ترکمانوں نے

بڑی شورش مچا رکھی تھی اور وہاں کے ترکمانوں کو جنکو سرخ کلاہ کہتے تھے خوب قتل کیا اور
بہت ترکمان قید کئے اور غزنین میں آیا۔ ۴۳۳ھ میں سلطان مودود نے طغرل کو پھر بست
کی طرف روانہ کیا جب وہ تکیناباد میں پہنچا تو سلطان سے بغاوت کی جب خبر سلطان مودود
کو ہوئی تو اُسنے آدمی بلانے کے لئے بھیجے تو طغرل نے یہ جواب دیا کہ جو سلطان کی خدمت
میں جماعت ہے وہ میری دشمن ہے میں حضور کی ملازمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ سلطان
مودود نے علی بن حاذم کو دس ہزار سوار دیکر طغرل کی سرکوبی کے لئے بھیجا جب وہ اُسکے قریب گیا
تو طغرل چند آدمیونکو لیکر بھاگ گیا۔ علی نے اُسکے لشکر کو غارت کیا اور چند آدمیونکو پکڑ کر غزنین
میں لایا۔ اسی سال میں حاجب بزرگ امیر باشتگین کو غور کی جانب میں بھیجا جب وہ غور
کے نزدیک آیا ولد بھی غوری کو ہمراہ لیا۔ اور حصار ابو علی پر پہنچا اور اُسے فتح کیا اور ابو علی
جو غور کے امراء عظیم میں سے تھا گرفتار کیا۔ یہ وہ حصار تھا جسکو سات سو سال سے کسی نے امیر
حاجب سے پہلے نہیں فتح کیا تھا ولد بھی اور بو علی کو طوق گردن میں ڈالکر وہ غزنین لایا
یہاں سلطان نے انکی گردن اُڑا دی۔ اسی سال میں امیر حاجب باشتگین ترکمانوں کے سپہ سالار بہرام
نیال پر چڑھ کر گیا۔ نواحی بست میں لڑائی ہوئی۔ ترکمانوں کو ہزیمت ہوئی ۴۳۹ھ میں امیر
قراداد نے بغاوت کی امیر باشتگین اُس سے لڑنے گیا اور قراداد نے شکست پائی۔ کچھ دنوں کے
بعد اطاعت اختیار کی اور خراج دینا قبول کیا۔ امیر حاجب نے غزنین مراجعت کی ۴۴۰ھ میں سلطان
مودود نے اپنے دو بڑے بیٹوں ابو القاسم محمود و منصور کو خلعت طبل و علم دے کر ابو القاسم
کو لاہور اور منصور کو پشاور بھیجا۔ ابو علی کوتوال کو فوجدار کرکے ہندوستان میں بھیجا
تاکہ ہند کے سرکشونکو سزا دے۔ ابو علی پہلے پشاور میں آیا قلعہ ہتھلہ کی طرف چلا تو اس قلعہ کا حاکم
احمد نیالتگین باغی ہو کر بھاگ گیا۔ اس زمانہ میں تلک سپہ سالار ہند جسکا ذکر پہلے بہت کچھ ہو چکا ہے کشمیر کے
پہاڑوں میں زندگی بسر کرتا تھا اسکو ابو علی نے بلایا اور قول قرار لیکر غزنین بھیجا۔ سلطان مودود
نے اُسکے حال پر التفات کی +

۴۴۱ھ میں تمام ملوک ماوراء النہر اور بامیان نے سلطان مودود سے عہد کیا تھا کہ وہ اُسکے ساتھ

سلطان مودود کی تیاری سلجوقیوں سے لڑنے کی اور مرنا +

خراسان کے ترکمانوں کے نکالنے میں مال اور لشکر سے مدد کرینگے اس سال کے رجب کے مہینے میں غزنین سے لشکر فراوان لیکر روانہ ہوا کہ اول ہی منزل میں درد قولنج میں مبتلا ہوا غزنین مراجعت کی۔ اپنے وزیر عبدالرزاق احمد میمندی کو سیستان کی جانب روانہ کیا کہ ترکمانوں کے قبضہ سے اس ملک کو نکالے جب مودود غزنین میں آیا تو مرض نے غلبہ کیا اور ایک ہفتہ کے اندر مر گیا اسکی سلطنت کی مدت نو سال تھی اور عمر ۲۹ سال۔ غرض سلطان مودود کو سلجوقیوں کے ساتھ باوجود قریب رشتہ داری کے ایسے جھگڑے اور قضیے پیش رہے کہ دم نکلنے تک ایک لمحہ کی فرصت ہندوستان میں آنے کی نہ ملی +

سلطنت ابو جعفر مسعود بن مودود +

جب سلطان مودود نے دنیا سے سفر کیا تو اُسکے بیٹے مسعود کو جسکی عمر چار سال کی تھی علی بن ربیع نے تخت سلطنت پر بٹھادیا۔ اس بہانے سے علی خود سلطنت کرنی چاہتا تھا مگر باشتگین کہ سلطان محمود غزنوی کے زمانہ کے امرا میں سے تھا اُسکے ساتھ اس کام میں متفق نہیں ہوا۔ ان دونوں میں جنگ کی نوبت پہونچی غزنین کی باشندے سلح ہوئے اور باشتگین پاس آئے باشتگین نے اور امرا کی اتفاق رائے سے مسعود بن مودود کو تخت سے اُتارکر اُسکے چچا ابوالحسن علی کو بادشاہ بنایا مسعود نے بھی چار پانچ روز سلطنت کرلی

سلطنت بہاؤالدولہ ابوالحسن علی بن مسعود بن محمود +

ابوالحسن علی ۱۴۱ہجری (؟) میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور مودود کی بیوی سے جو جعفر بیگ کی بیٹی تھی عقد نکاح کیا۔ علی بن ربیع بیرک وکیل کے ساتھ اتفاق کرکے زر و جواہر جتنے لے سکا لیکر پشاور کو بھاگ گیا اور غلاموں اور امیروں کو اپنے ہمراہ لے گیا اور اس خطہ ملتان و سندھ پر قابض ہو گیا اور افغان جو فساد مچاتے تھے اُنکو تلوار سے مطیع و منقاد کیا۔ سلطان ابوالحسن علی نے اپنے بھائی مردان شاہ اور ایزد شاہ کو قلعہ نائی سے دارالامان غزنین میں بلاکر معزز و مکرم کیا۔ عبدالرشید کے آنے کی خبر گرم تھی اسلیئے سلطان ابوالحسن نے خزانہ کا مُنہ لوگوں کے لئے کھول دیا عبدالرشید آخر سال میں آیا اُسنے ابوالحسن کو منہزم کیا اور خود تخت و تاج کا مالک ہوا اور چند روز عزت کے ساتھ سلطنت کی ابوالحسن کی مدت سلطنت دو سال تھی +

ابوالمنصور جواد الدولہ عبدالرشید

سلطان عبدالرشید کو اکثر مورخ سلطان مسعود کا بیٹا بتاتے ہیں مگر صحیح امر یہ ہے کہ وہ سلطان محمود کا بیٹا تھا۔ وہ سلطان مودود کے حکم سے کسی قلعہ میں جو بست و غزنین کے درمیان ہے مقید تھا جب

اس قلعہ کے قریب عبدالرزاق بن احمد حسن میمندی وزیر آیا تو سلطان مودود کے حکم سے سیستان
جاتا تھا اور اُسکو سلطان مودود کے وفات کی خبر ہو گئی تو وہ عبدالرشید کو قید سے نکال لایا اور
لشکر کو اسکی اطاعت کے لئے دعوت کی سپاہ نے اسے قبول کیا یہ وزیر عبدالرشید کی ملازمت میں غزنین کو
روانہ ہوا۔ جب وہ دارالملک کے قریب آیا تو ابوالحسن بھاگ گیا۔ ۴۴۳ھ میں عبدالرشید بے تکلف
اپنے باپ دادا کے تخت پر رونق بخش ہوا اور ملک و مال کے کام میں مشغول ہوا۔ اگرچہ عبدالرشید
فاضل و عاقل تھا اور سب طرف کی خبر رکھتا تھا مگر قوت دل و شجاعت ایسی نہیں رکھتا تھا کہ
سلطنت کو سنبھال سکتا۔ اسنے سلطان ابوالحسن علی کو بغیر کسی درد سر کے قلعہ وندی میں بند کیا +
پہلے ہم لکھ چکے کہ علی بن ربیع نے یہاں پنجاب میں تسلط اپنا پیدا کر لیا تھا اُس کے دفع کرنیکے لئے
عبدالرشید نے نوشتگین حاجب کو ہندوستان کا امیر الامرا مقرر کیا اور سپاہ و امرا کو ساتھ کر کے ہندوستان
روانہ کیا۔ وہ یہاں آیا اور قلعہ نگر کوٹ کہ جسپر ہندوؤں نے اپنا تسلط کر رکھا تھا پانچ چھ روز میں فتح کر لیا
سلطان مودود کا حاجب طغرل تھا وہ سلطان کا بہت منہ چڑھا اور ناک کا بال تھا سلطان
مودود نے طغرل کی بہن سے نکاح کیا تھا طغرل ہمیشہ اس بات کو بہت چاہتا تھا کہ ایک لشکر اُسکو
حوالہ کیا جائے کہ وہ خراسان میں جا کر سلجوقیوں کو دفع کرے جب عبدالرشید کی سلطنت کی نوبت آئی
تو نہایت منت سماجت سے اُسنے یہی درخواست کی اُسنے ہزار سوار طغرل کو دئیے کہ وہ سیستان
سلجوقیوں سے جا کر لے لے اور سیستان میں داود سلجوقی کی طرف سے ابوالفضل حاکم تھا اور قلعہ طاق میں
اقامت رکھتا تھا طغرل سیستان میں آیا اور ابوالفضل کا محاصرہ کیا اور اُس سے کہا کہ سلطان عبدالرشید
کی اطاعت اختیار کرو۔ ابوالفضل نے اطاعت سے انکار کیا۔ محاصرہ پر بھی ایک مدت گذر گئی طغرل نے
بغیر اسکے کہ فتح نمایاں ہو شہر سیستان کی طرف متوجہ ہوا اور ایک فرسخ پر شہر سے کمین گاہ میں اپنے بیٹھا
کہ بے خبر شہر پر جا پڑے اس اثناء میں بیغو سلجوقی جس سے ابوالفضل نے کمک طلب کی تھی لشکر
لیکر عقب میں آیا۔ طغرل نے جنگ و گریز کے باب میں مشورہ کیا۔ سب نے بالاتفاق یہ کہا کہ کوئی تدبیر اس سے بہتر
اسکے سوا نہیں ہے کہ جس ہلاکہ میں ہم پڑے ہوئے ہیں اس میں لڑنے پر راضی ہوں اور اس غربت
میں شمشیر کے تلے دم دیدیں۔ غربت اور پانی کی قلت۔ دشمنوں کی کثرت ہے غرض سب نے بر

ہندوستان کا انتظام +

طغرل کا عبدالرشید اور اولاد محمود غزنوی کا قتل کرنا

تیار ہو کر بیغو پر حملہ آور ہوئے اور بیغو کو شکست دیکر بھگا دیا اور دس فرسنگ تک طغرل نے اُس کا
تعاقب کیا اور شہر کو لے لیا۔ سلطان عبد الرشید کو تمام اپنا قصہ سُنا دیا اور خراسان جانے کے
لئے مدد طلب کی عبد الرشید نے اپنے تمامی سوار طغرل کی مدد کے لئے بھیجے اور سیستان میں طغرل
مستقل ہو گیا اور اسکے سارے اطراف اور نواح میں انتظام کر لیا۔ اب اپنے خاص دوستوں سے
عبد الرشید کے باب میں صلاح و مشورہ کرنے لگا۔ سب نے اسکی رائے کو عبد الرشید کے قلع و قمع
کے باب میں پسند کیا۔ پس اس ارادے سے وہ غزنین کی طرف روانہ ہوا جب غزنین سے پانچ فرسنگ
پر آیا تو عبد الرشید کو اُسکے غدر و مکر پر اطلاع ہوئی وہ مع اپنے متعلقین کے غزنین میں آیا
طغرل نے غزنین کو لے لیا اور قلعہ کے کوتوال پاس آدمی بھیجے اور اسے وعدہ وعید کی باتیں
کیں اُسنے سلطان عبد الرشید کو اُسکے حوالہ کیا۔ اس کافر نعمت نے عبد الرشید کو اور سلطان
محمود کے نو یا گیارہ اولاد کو جو اُسکے ہاتھ آئی قتل کیا۔ اس اولاد میں سے تین آدمی قلعوں میں
محبوس تھے کہ اُن تک طغرل کی رسائی نہیں ہوئی۔ بہت چاہت سے دختر سلطان مسعود سے نکاح کیا
تخت سلطنت پر بیٹھ گیا۔ نوشتگین کرخی کو کہ سلطان عبد الرشید کے حکم سے لاہور گیا تھا اور
حوالی پشاور میں پہنچا تھا اُسکو طغرل نے بڑی محبت و دوستی سے خط لکھا مگر نوشتگین سلاطین
غزنویہ میں بڑا اعتبار رکھتا تھا بھلا وہ اس کافر نعمت کی بات کب سُنتا تھا اسنے اس نمک حرام
کے خط کا جواب نہایت تلخ و ترش لکھا اور دختر مسعود کو پوشیدہ خط بھیجا اور اُس کو طغرل
کافر نعمت کے قتل پر ترغیب دی اور امرا غزنوی کو جو نعمت پروردہ خاندان محمودی کے
تھے خطوط لکھے اور طغرل کے اعمال قبیح سے چشم پوشی کرنے پر بہت سرزنش کی اس سبب سے
سب کی غیرت و حمیت کی رگ حرکت میں آئی اور سب نے ملکر طغرل کے قتل کا قصد کیا۔ نوروز کے
دن طغرل کا اجلاس تخت شاہی پر ہو رہا تھا اور دربار عام لگ رہا تھا کہ ایک ترک سلحدار نے
قدم جرأت بڑھا کر اس کافر نعمت محسن کش کا تلوار سے سر اُڑا دیا دربار میں واہ واہ کا غل شور
مچ گیا۔ —— بعد اس حادثہ کے چند روز بعد نوشتگین کرخی بھی غزنین میں آیا اہل
اشراف اور اعیان کو جمع کیا۔ امیر ناصر الدین سبکتگین کی اولاد میں سے تین شخص قلعوں میں مقید تھے

فرخ ابراہیم شجاع ان کے نام پر قرعہ ڈالا گیا تو فرخ زاد کے نام پر پڑا اُسکو بلا کر تخت سلطنت پر بٹھایا
اور سب نے اُس سے بیعت کی عبدالرشید کی سلطنت کی مدت ایک سال کی ۴۴۳ و ۴۴۴ سنہ کے درمیان رہی
طغرل نے چالیس روز کی سلطنت میں بھی بڑے ظلم کیے جب اُس سے پوچھا کہ ملک کی طمع کیونکر تیرے
دل میں پیدا ہوئی تو اُسنے کہا کہ جب عبدالرشید مجھے الپ ارسلان و داود سے لڑنے کے لئے
بھیجتا تھا اور میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عہد کرتا تھا تو خوف کے مارے اُسکا ہاتھ ایسا کانپتا تھا
کہ ہڈیوں کی آواز میرے کان میں آتی تھی اُسے میں نے جانا کہ یہ بودا نامرد ہرگز پادشاہی کے
لائق نہیں ہے پس ملک و دولت کی طمع دامنگیر ہوئی اور وہ حاصل بھی ہوئی ع
سلطنت گر ہمہ یک لحظہ بود غنیمت است +

جب فرخ زاد نے تاج شاہی سر پر رکھا تو کاروبار سلطنت نوشتگین کرخی کے حوالہ ہوئے
اس نے امور سلطنت کا انتظام کیا اور جس نے عبدالرشید کے قتل میں سعی کی تھی اُسکو گرفتار
کر کے قتل کیا جب داود سلجوقی اکو غزنوی خاندان کے اس انقلاب کی خبر ہوئی تو وہ فوج لیکر
غزنین پر چڑھ آیا نوشتگین کرخی بھی غزنین سے محاربت کا سامان خوب تیار کر کے لڑنے
کے لئے سامنے آیا صبح سے شام تک لڑائی ہوئی بہت سا کشت و خون ہوا امیر نوشتگین
کو فتح و ظفر ہوئی۔ داود نے فرار پر قرار اختیار کیا۔ غزنویہ نے سلجوقیوں کا تعاقب کیا اور
اُنکا بہت سا اسباب لوٹا غارت کیا اس فتح سے فرخ زاد کی استقامت کی صورت تخت سلطنت
پر پیدا ہوئی۔ پھر فرخ زاد ایک سپاہ عظیم لیکر خراسان کی طرف روانہ ہوا سلجوقیوں کی طرف
سے اُنکے امراء اعظم میں سے کلیارق بھاری لشکر لیکر لڑنے کو آیا جب وہ لشکر آپس میں ملے تو وہ
جدال و قتال کی آگ بھڑکی کہ خدا کی پناہ اس لڑائی میں بھی غزنوی فتحیاب ہوئے کلیارق
اور چند اور امرا گرفتار ہوئے جب خبر جعفر بیگ سلجوقی یا چکر بیگ یا جغر بیگ سلجوقی کو پہونچی
تو اُسنے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو فرخ زاد سے لڑنے کے لیے بھیجا۔ اور نوشتگین کرخی اسے لڑنے
کو گیا مگر اس دفعہ سلجوقی غالب رہے اور انہوں نے کئی غزنوی امیر اسیر کئے جب فرخ زاد نے یہ
حال دیکھا تو اُسنے بڑی دانائی کی کہ کلیارق اور امیران سلجوقی کو جو اُسکی قید میں تھے خلعت دیکے

سلطنت جمال الدولہ فرخ زاد +

رخصت کیا جب سلجوقیوں نے غزنویوں کی یہ مروت اور انسانیت دیکھی تو انھوں نے بھی غزنوی قیدیونکو رہا کردیا۔ سلطان فرخ زاد کو روضۃ الصفا میں مسعود کا بیٹا لکھا ہے اور احمد اللہ ستوفی نے عبد الرشید کا بیٹا۔ مگر سکوت کے روضۃ الصفا کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ایک دفعہ حمام میں اسکو غلاموں نے گھیر کر مارنا چاہا تھا وہ تلوار ہاتھ میں لیکر بڑی بہادری سے غلاموں کو مار رہا تھا کہ اور آدمیوں کو خبر ہوگئی اور غلاموں نے آکر سب غلاموں کا کام تمام کیا۔ بعد ازاں فرخ زاد اکثر موت کا ذکر کیا کرتا تھا اور دنیا کو حقیر جانتا تھا۔ اس کا اوائل میں وزیر حسن مہران تھا اور آخر میں ابو بکر صالح ہوا +

فرخ زاد حلیم و عادل تھا جب تخت سلطنت پر بیٹھا ہے تو ملک زاولستان عوارض و اموات کے سبب سے خراب و ویران ہوگیا تھا اسنے خراج اسکا معاف کردیا تو یہ ملک آباد ہوگیا وہ خلق کے ساتھ نکوئی کرتا اور درد قولنج میں مبتلا ہو کر داعی حق کو لبیک کہی۔ اسکی عمر ۳۴ سال کی تھی اور مدت سلطنت چھ سال ۴۴۴ھ سے ۴۵۰ھ تک +

سلطان فرخ زاد کوے فنا میں روپوش ہوا اور سلطان ابراہیم مسند سلطنت پر رونما ہوا اس نے اپنی جلوس کے ابتدائی سالوں میں سلجوقیوں سے مصالحت کر لی اور آپس میں قول و قرار ہوگیا کہ فریقین میں سے ایک دوسرے کے ملک کا قصد نہ کرے اور رعایا کو کہ خدا کی ودیعت ہے آزار اور ضرر نہ پہنچائے۔ ملکشاہ سلجوقی کی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے مسعود سے کر دیا جس سے غزنویوں اور سلجوقیوں میں ابواب مصالحت کشادہ ہوگئے کہتے ہیں خدا معلوم سچ یا جھوٹ کہ جب سلطان ملکشاہ نے غزنیں پر حملہ کرنے کا قصد کیا تو سلطان ابراہیم کو وہم پیدا ہوا اور اُسنے یہ تدبیر سوچی کہ سلطان ملکشاہ سلجوقی کے امرا کے نام خطوط لکھے جنکا مضمون یہ تھا کہ ہمارے سمع شریف نے یہ بات سُنی ہے کہ آپ لوگ اس طرف آنے کی ملکشاہ کو بہت ترغیب و تحریص کرتے ہیں یہ طریقہ تمھارا ہم کو بہت پسند آیا۔ طریقۂ اخلاص یہی ہے کہ اس باب میں نہایت سعی کیجیو کہ سلطان ملکشاہ بہت جلد اس ملک میں آئے تاکہ ہمکو بالکل اس سے خلاصی ہو جاوے۔ اور ہمنے یہ قرار دیا ہے کہ تمھاری رسومات کو مضاعف کردیں اور تم سب پر عنایت و عاطفت بیکراں رکھیں اور ان مکتوبات کو ایک

صفات فرخ زاد +

سلطان ظہیر الدولہ ابراہیم +

غزنویوں سے مصالحت +

بیک کو دیا اور اُسے کہہ دیا کہ ملکشاہ کی عادت ہی کہ اکثر اوقات شکار و صید میں رہتا ہی اُسکی شکارگاہ
میں اس تاک میں رہنا کہ لوگ تجھکو پکڑ کر اُس پاس لیجاییں اس تعلیم سے سلطان ابراہیم کی یہ غرض
تھی کہ یہ مکتوبات ملکشاہ کے ہاتھہ میں اسوقت پڑیں کہ امرا اُس پاس جمع ہوں یہ ایک امر اتفاقی ہے
کہ سلطان ملکشاہ قصبہ اسفراین میں فروکش تھا اور ایکدن شکار کو جاتا تھا کہ اثناء شکار میں صیدگاہ
کے محافظین نے بیک کو گرفتار کیا اور سلطان کے روبرو لے گئے جب سلطان نے بیک سے پوچھا
تو اُسنے پریشان باتیں کرنی شروع کیں جب سلطان نے اُسکے تازیانے لگوائے کہ سچ سچ
باتیں کہہ دے تو اُسنے سلطان کے کہا کہ میں سلطان کا پیک ہوں امراء سلجوقی پاس ان مکتوبات
کے پہنچانے کے لیئے بھیجا گیا ہوں جب مکتوبات کو لیکر ملکشاہ نے پڑہا تو اُنکا اظہار کچھہ نہیں کیا
اور اپنی دارالسلطنت میں چلا آیا۔ بعد تفحص و تفتیش کے معلوم ہوا کہ یہ تمام سلطان ابراہیم کی
مکاریاں چال بازیاں ہیں کہتے ہیں کہ ملک شاہ نے کہا کہ سلطان ابراہیم نے جو یہ مکر و حیلہ
کیا ہی اسکا سبب ہی کہ وہ سلجوقیوں کے ساتھہ تاب مقاومت نہیں رکھتا۔ اور وہ یقینی جانتا تھا کہ
اگر لڑائی ہوگی تو میں مغلوب ہونگا اور جب ہم اسکے مکر و تدبیر سے اپنے ارادہ سے باز رہینگے
تو گویا وہ ہم پر غالب ہوگا +

جب سلجوقیوں سے سلطان ابراہیم کی یوں خاطر جمع ہوئی تو ہندوستان میں اُسنے لشکر بھیجا
جسنے وہ ملک فتح کیئے جو اب تک مسلمانوں نے نہیں کیئے تھے اور ۴۷۲ھ میں خود ہندوستان میں آیا اور
قلعہ اجودھن کو جو اب پاک پٹن فرید شکر گنج کہلاتا ہی اور لاہور کے قلعہ سے سو کروہ ہی محاصرہ کر کے
مسخر کر لیا پھر رو پال کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ قلعہ بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہی اُسکے ایک طرف
دریا ہی اور دوسری طرف وہ جنگل ہے کہ جسمیں خاردار درختوں کی کثرت سے آفتاب کی شعاعوں کا
گذرنا بھی مشکل تھا اور اکثر درختوں پر زہر یلے سانپ لپٹے ہوئے رہتے تھے حصار کے نیچے نہ کھڑے
رہنے کی نہ لڑنے کی جگہہ تھی سلطان ابراہیم نے اپنی ہمت شاہانہ سے لڑکر قلعہ کو فتح کر لیا۔
اور ایک موضع درہ پر وہ متوجہ ہوا۔ یہاں کے متوطن اہل خراسان تھے کہ افراسیاب نے انکی سرکشی
سے تنگ ہو کر ان سب کو زن و فرزند سمیت ولایت خراسان سے خارج کر کے ہندوستان میں بھیج دیا تھا

سلطان کا ہندوستان میں آنا +

صفات سلطان ابراہیم

اس شہر کے آدمی سارے وہی خراسانی تھے وہ بیگانوں سے پیوند مواصلت نہیں کرتے تھے اور بت پرست تھے اور یہ شہر بہت آباد تھا اور اس شہر میں ایک حوض تھا جسکا قطر نصف فرسنگ تھا اور اسکی تھاہ کا تو پتا ہی نہ تھا سارے آدمی اور چارپائے اسکا پانی پیتے تھے مگر اس میں اصلا فرق نہ آتا تھا اور اسکے گرد درخت اتنے تھے کہ آمد و رفت کی راہ نہیں معلوم ہوتی تھی۔ ملوک ہند جانتے تھے کہ اسپر ہمارا غالب ہونا ناممکن ہے اسلیے کچھ تعرض نہیں کرتے تھے سلطان ابراہیم کو راہ میں بڑی دشوار گھاٹیاں پیش آئیں جب اس جنگل میں وہ پہنچا تو چند ہزار پیادے تبر لیکر جنگل کے کاٹنے کو بھیجے۔ جب درختوں کو کاٹ کر راستہ بنایا تو برسات شروع ہو گئی۔ تین مہینہ تک لڑنا پڑا کثرت بارش سے لشکر کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ اول شہر والوں پاس آدمی بھیجکر دعوت اسلام کی انھوں نے یہ دعوت قبول نہیں کی اسلیے اس شہر کو جبرًا و قہرًا لڑائی سے مفتوح کیا اور ایک لاکھ لونڈی غلام اسیر کیے اور غزنین بھیجے اور غنائم بھی بہت سی ہاتھ آئی۔ بعد ان فتوحات کے سلطان غزنین آیا

یہ بادشاہ بڑا عابد و متقی زاہد تھا۔ باوجود عنفوان شباب کے کل ممنوعات شرعی سے دست کش تھا لذات نفسانی کو ترک کرکے رجب و شعبان کو رمضان کے ساتھ ملاکر سال بھر میں تین مہینے روزے رکھتا تھا اور رعیت پروری بوجہ احسن کرتا اور خیرات بہت دیتا۔ ہر سال میں ایک مرتبہ امام یوسف سجاوندی کو اپنی مجلس میں بلاتا اُنسے وعظ کہواتا اور آدمیوں کو نصیحت کراتا۔ سلطان ابراہیم کو بے محابا وہ باتیں سُناتا مگر اس امام کی درشتی سے وہ آزردہ نہ ہوتا خط نسخ میں بڑا خوشنویس تھا ایام سلطنت میں ہر سال ایک مصحف اپنے ہاتھ سے لکھتا اسکو ایک سال مکہ معظمہ کو اور دوسرے سال مدینہ منورہ کو بھیجتا۔ ابتک اُسکے ہاتھ کے لکھے ہوئے مصحف آنحضرت کے کتاب خانہ میں موجود ہیں۔ یہ ایک نقل مشہور ہے کہ سلطان ابراہیم ایک دن غزنین کو جاتا تھا کہ ایک حمال کو دیکھا کہ عمارت شاہی کے لیے وہ بڑا بھاری پتھر سر پر رکھے لیے جاتا تھا اور اسکے بوجھ سے مرا جاتا تھا سلطان کو اُسکے حال پر رحم آیا فرمایا کہ پتھر کو پھینک دو۔ اس بیچارہ نے میدان میں پتھر پھینک دیا جب گھوڑے یہاں آتے تو دوڑنے میں اس سے تکلیف پاتے۔ ایک دن کسی مقرب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو یہ پتھر یہاں سے اٹھا دیا جاے سلطان نے کہا کہ ہم نے حکم دیا کہ پتھر کو یہاں پھینکدو اور پھر حکم دیں کہ اُٹھا دو تو ہمارے قول کی

بے تباہی پر عمل ہوگا اور ایسا کرنا لائق بادشاہوں کو سزاوار نہیں ہے سلطان ابراہیم کے قول کی تعظیم
کا ایسا خیال تھا کہ وہ بہرام شاہ کی سلطنت تک اسی طرح پڑا رہا +

سلطان ابراہیم کے چھتیس ۳۶ بیٹے اور چالیس لڑکیاں تھیں اور لڑکیوں کو اکثر سادات عظام و علماء عالی
مقام سے وہ بیاہتا تھا - اسکی وفات ایک روایت کے موافق ۴۹۲ھ میں اور دوسری روایت کے موافق
۴۸۱ھ میں ہوئی - پہلی روایت کے موافق اسکی سلطنت کی مدت اکتیس سال اور دوسری روایت کے موافق
بیالیس سال - اسکی اوائل سلطنت میں ابو سہیل خجندی و خواجہ مسعود رحجی سے اسکی وزارت تعلق رکھتی ہے
اور اواخر عہد میں عبد المجید احمد بن عبد الصمد کے اسکی مدح میں ابو الفرج نے یہ قصیدہ کہا ہے جسکا مطلع یہ ہے

ترتیب فضل و قاعدۂ جود و رسم دلو   عبد المجید احمد عبد الصمد نہاد

اسکی سلطنت میں ابو الفرج اور ارزقی بڑے شاعر تھے - ابو الفرج کے قصیدہ کا تو ایک شعر اوپر لکھا گیا - ارزقی
کے نام پر اول ابو الفضل لکھا جاتا تھا - وہ اصل میں ہرات کا رہنے والا تھا الفیہ شافیہ اسکی تصنیفات سے ہیں +

سلطان مسعود بادشاہ کریم نیک اخلاق و مبارک عہد و گزیدہ اوصاف با عدل و داد تھا - حیا و
کرم اسمیں بہت تھی - رسوم ظلم کہ اس سے پہلے وضع ہوئی تھیں اور وہ قلمبند ہو کر مروج ہو گئی تھیں
ان سبکو اسنے مٹا دیا اور باج و خراج میں تخفیف کر دی - کل امرا اور ملوک کو جو جاگیریں باپ کے وقت
میں مل چکی تھیں برقرار رکھیں - اور خود سوچ سمجھ کر سلطنت کا دستور العمل عمدہ بنایا - پہلے
ہندوستان کی امارت امیر عضد الدولہ کو دی اور جب وہ مرگیا تو طغاتگین کو ہندوستان کا
سپہ سالار مقرر کیا - یہ سپہ سالار دریاء گنگ سے عبور کر کے وہاں پہنچا جہاں سوا سلطان محمود کے
لشکر کے کوئی اور لشکر اسلام نہیں گیا تھا - وہ بہت سی غنیمت و مال لیکر لاہور میں واپس آیا -
اس بادشاہ کے عہد میں تمام امور ملکداری کا انتظام رہا اور اسنے بے خرخشہ و اندیشہ ۱۶ برس
سلطنت ۴۹۲-۵۰۸ھ (۱۰۹۸-۱۱۱۴) تک کی - وہ ۴۵۳ھ میں غزنین پیدا ہوا تھا اور ستاون برس کی عمر اسکی تھی
۵۰۸ھ میں وہ دار البقا کو سدھارا - اسنے سلطان سنجر کی بہن مہد عراق سے شادی کی تھی
تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے کہ مسعود کی وفات کے بعد اسکا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت پر بیٹھا - ایکسال
اسکی سلطنت پر گذرا تھا کہ ۵۰۹ھ میں اسکے اپنے بھائی ارسلان شاہ نے مار ڈالا مگر اور مورخ

سلطان ابراہیم غزنوی کی وفات اور اولاد اور اسکی مدت سلطنت و وزراء و شعرا + سلطنت علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم +

کمال الدولہ کی سلطنت کارنگ ڈھنگ میں نہیں لگاتے - ارسلان شاہ کو مسعود کے بعد ہی تخت پر بٹھاتے ہیں جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا - اُسنے اپنے سب بھائیوں کو قید کیا - مگر ایک بھائی اسکا ابراہیم شاہ اُسکے پنجے سے نکل گیا - اور اپنے ماموں سلطان سنجر پاس چلا گیا جو ان دنوں اپنے بھائی محمد سلطان بن ملکشاہ کی طرف سے خراسان میں فرمانروائی کرتا تھا - یہ زمانہ ایسا تھا کہ سلجوقیوں اور غزنویوں میں آپسمیں رشتے داریاں ہو گئی تھیں اور سلطان سنجر کی بہن مہد عراق خاندان غزنوی کے سارے شہزادوں کی ماں تھی - کوئی لکھتا ہے کہ ہر چند ارسلان شاہ نے بہرام شاہ کے باب میں سلطان سنجر کو خط لکھے اور بہت منت سماجت کی - مگر اُسنے اُسکی کچھہ نہ سُنی اور وہ بہرام شاہ کی مدد پر آمادہ ہوا - کوئی کہتا ہے کہ سلطان سنجر نے ارسلان شاہ کو لکھا کہ بھائیوں سے نہ لڑو اُسنے کہنی نہ مانی - ارسلان شاہ نے سلطان محمد سے اُسکے بھائی سلطان سنجر کی شکایت کی سلطان محمد نے خراسان ایلچی روانہ کیا اور یورش سے منع کیا مگر ایلچی سے کہدیا کہ اگر سلطان سنجر غزنین کو روانہ ہو گیا ہو تو کچھہ نہ کہنا جب ایلچی خراسان میں آیا تو اُسنے دیکھا کہ سلطان سنجر بر سر سفر ہے اسلیئے اُسنے کچھہ نہ کہا جب سلطان سنجر لشکر لیکر بست میں پہنچا تو ابو الفضل والی سیستان اُس سے ملا - ارسلان شاہ کو جب سلطان محمد سے مایوسی ہوئی اور سلطان سنجر کی لشکر کشی کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی لشکر لیکر سلطان سنجر سے لڑنے کو آیا دونوں لشکر دمیں لڑائی ہوئی غزنوی کچھہ زخمی ہوئے کچھہ مارے گئے باقی بُرے حال احوال سے غزنین میں آئے - بعد ازاں ارسلان شاہ نے اپنی ماں مہد عراق کے روبرو ہاتھہ جوڑے اُسکے ہاتھوں دو سو ہزار دینار اور بہت سے تحائف دیکر سلطان سنجر پاس بھیجا اور مصالحت کا طالب ہوا - مگر یہ ماں پہلے ہی اُسکے ظلموں سے دل آزردہ جلی بھنی بیٹھی تھی وہ اپنے بچوں کو قید میں طرح طرح کے عذابوں میں کب دیکھہ سکتی تھی اُسنے بھائی پاس جا کر ایسی باتیں لگائیں بجھائیں کہ سلطان سنجر جسکا ارادہ معاودت کا تھا غزنین پر حملہ کرنے کو مستعد ہوا - اور بہرام شاہ نے غزنین کی تسخیر کی آسان صورت بتلادی سلطان سنجر غزنین سے ایک فرسخ پر آگیا تو ارسلان شاہ تیس ہزار سوار اور بہت سے پیادے اور ایک سو ساٹھہ ہاتھی لیکر سلطان سنجر سے لڑنے کے لیئے صف آرا ہوا - جانبین کے سیف وسنان سے آدمی ضایع ہوئے اور ابو الفضل والی سیستان کی شجاعت وجلادت سے غزنویوں کو

شکست ہوئی اور ارسلان ہار کر ہندوستان کو روانہ ہوا۔ اور ۲۰ شوال ۵۱۰ھ میں سلطان سنجر غزنین میں داخل ہوا اور لشکر یونکو تاخت و تاراج سے منع کیا اور خود اُسنے غزنین کے خزانے سے اموال بے تعداد لے لیا منجملہ اس مال کے پانچ تاج تھے کہ ہر ایک کی قیمت دو لاکھ دینار کی لوگ آنکتے تھے اور سترہ تخت سونے چاندی کے تھے اور تیرہ سو گوہر جواہر سے مرصع تھے۔ وہ غزنین میں چالیس روز رہ کر باہر آیا اور بہرام شاہ کو غزنین کے تخت سلطنت پر بٹھایا جب ارسلان شاہ کو خبر ہوئی کہ سلطان سنجر نے غزنین سے مراجعت کی تو وہ ولایت ہند سے فوج جمع کر کے غزنین کی طرف چلا۔ بہرام شاہ اُسے نہیں لڑسکتا تھا اسلئے وہ بامیان میں آیا اور یہاں سے سلطان سنجر کے لشکر کو اپنی پشت پناہ بنا کے اپنے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا ارسلان شاہ خوف و ہراس کے سبب سے افغانوں میں بھاگ گیا وہاں سلطان سنجر کے لشکر نے اُسکا تعاقب کیا اور گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کیا جسنے اُسے خفیہ مروا دیا اور خود مستقل بادشاہ ہوگیا اور تین سال سلطنت کی اور ستائیس سال کی عمر میں وفات پائی طبقات ناصری میں لکھا ہے کہ ارسلان شاہ کے عہد میں حوادث عظیم واقع ہوئی آسمان سے آگ برسی اور بجلی ایسی پڑی کہ غزنین کا بازار جل گیا

سلطان معز الدولہ بہرام شاہ بن مسعود

بہرام شاہ خوب رو۔ ذی شوکت و صاحب حشمت بادشاہ تھا علما و فضلا کی صحبت کو بہت عزیز رکھتا تھا اُنکے کمال و ہنر کی قدر کرتا تھا۔ اِس جوہر شناسی کا نتیجہ یہ تھا کہ عالموں نے اُسکے نام پر بہت کتابیں تصنیف کیں چنانچہ شیخ نظامی گنجوی نے مخزن الاسرار اُسی کے نام پر تصنیف کی ہے۔ سید حسن غزنوی نے جلوس کے روز ایک قصیدہ پڑھا جسکا مطلع یہ ہے +

منادی بر آمد ز ہفت آسمان   کہ بہرام شاہ ہست شاہ جہاں

کلیلہ دمنہ کا ترجمہ عربی زبان سے فارسی زبان میں اُسی کے نام سے غزنین ہوا حکیم سنائی بھی اسی بادشاہ کے عہد میں تھا۔ یہ بادشاہ ہندوستان میں کئی دفعہ آیا اور یہاں کے بہت سے سرکشونکو سزا دی۔ محمد باہلیم سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے سپہ سالار لاہور تھا۔ اور اعمال ناشایستہ اختیار کر کے علم مخالفت اُسنے بلند کیا۔ بہرام شاہ اول دفعہ ہندوستان میں اسی کی گوشمالی کے لئے آیا تھا ۲۷ رمضان ۵۱۲ھ کو گرفتار کر کے قید کیا۔ پھر اُسکا گناہ معاف کر کے قید سے رہا کیا اور بدستور سپہ سالار مقرر کیا

جب سلطان یہاں سے چلا گیا تو اسکی غیبت میں قلعہ ناگور میں جو کوہ سوالک میں واقع ہے اپنے اہل و عیال اور اسباب مال کو رکھا عرب عجم افغان خلیج کے آدمیوں کو نوکر رکھا اپنے لشکر کو درست کیا اور بہت سے ہندو سرکشوں کو دبایا۔ اور اتنے نخوت اُسکی ایسی بڑھی کہ سلطنت و ملک گیری کا دعوی کرنے لگا۔ جب بہرام شاہ کو اُسکی خبر ہوئی تو وہ دوبارہ ہندوستان میں آیا یہ بد کار فریفتہ اپنے دس بیٹوں کو جو مسند امارت پر متمکن تھے ساتھ لیکر بہرام شاہ سے لڑنے گیا اور ملتان میں ایک سخت جنگ ہوئی جسمیں اس کل نعمت کو شکست ہوئی وہ اپنے دس بیٹوں سمیت سرزمین جمجمہ میں بھاگا پھر اسکا پتا نہ لگا کہ زمین کھا گئی یا آسمان۔ سالار حسین بن ابراہیم علوی کو یہاں سپہ سالار بہرام شاہ نے مقرر کیا۔ اور خود غزنیں کو چلا گیا +

ایک عرصہ دراز تک اس بادشاہ کی سلطنت بسر رہی مگر آخر وقت وہ کوتک گئے جس سے دودمان غزنوی کا چراغ گل ہو گیا اور سلطنت غزنیں خاک میں مل گئی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان مودود کے عہد سے سلطنت غزنیں کا ایک صوبہ غور چلا آتا تھا۔ بہرام شاہ کے عہد میں قطب الدین محمد غوری سوری غور میں سلطنت کرتا تھا۔ اور وہ خود بہرام شاہ کا داماد تھا ان دونوں بادشاہوں میں کچھ جھگڑا ہوا۔ بہرام نے قطب الدین کو غزنیں بلایا اور اس کو زہر دلوایا یا قتل کرایا۔ غرض اپنے داماد کا کام تمام کرایا۔ جب اس قتل کی خبر سیف الدین اُسکے بھائی کو پہنچی تو وہ فوراً انتقام لینے کے لئے غزنیں پر چڑھ آیا۔ بہرام میں اُسکے مقابلہ کی طاقت نہ تھی اسلئے غزنیں سے بھاگ کر شہر کرمان میں جو غزنیں اور سندھ و افغانستان کے درمیان تھا اماں لی۔ اور اُسپر متصرف ہو کر وہیں قیام کیا۔ یہاں پہاڑوں کی کثرت کے سبب سے سواروں کا گذر نہ تھا سیف الدین غزنیں پر متسلط ہو گیا اور غزنویوں پر اعتماد کرکے یہیں سکونت اختیار کی اور اپنے بھائی علاء الدین کو مع اپنے تمام امرا قدیمی کے غور کو روانہ کر دیا۔ باوجودیکہ غوریوں کی برابر غزنویوں کے ساتھ سیف الدین سوری سلوک کرتا تھا اور غوریوں کا یہ مقدور نہ تھا کہ وہ اہل غزنیں پر ذرا سا بھی ظلم کریں مگر غزنوی اسکے منافقانہ طور پر رہتے تھے اور در پردہ بہرام سے سازش رکھتے اور اُسیکی سلطنت کے خواہاں رہتے تھے اور ظاہر میں سیف الدین کے ساتھ

بہرام شاہ [illegible] +

اظہار دوستی کرتے تھے جب موسم زمستان آیا اور غور کی راہیں برف سے مسدود ہوئیں تو بہرام شاہ
ناگاہ بہت سا لشکر افغانوں اور خلجیوں اور صحرا نشینوں کا لیکر غزنین پر چڑھ آیا غزنین سے دو فرسنگ
پر اُسکا لشکر ہوگا کہ سیف الدین نے اہل غزنین سے مشورہ پوچھا کہ میں بہرام سے لڑوں یا غور کو
چلا جاؤں۔ اِن نفاق پیشہ اہل غزنین نے مشورہ کا حق نہ ادا کیا اور جنگ پر اُسکو ترغیب دی
سیف الدین نے المستشار موتمن پر عمل کر کے اُنکو مشورہ میں امین جانا اور کچھ فوج غزنین
کی اور کچھ سپاہ غور کی لیکر شہر سے باہر نکلکر صفیں آراستہ کیں ابھی سامان حرب پورا تیار
نہ ہوا تھا کہ اہل غزنین نے سیف الدین کو گرفتار کر کے خوش طبعی کے طور پر بہرام شاہ کے حوالہ کیا
بہرام شاہ کے حکم سے سیف الدین کا منہ کالا کیا گیا اور ایک مریل بیل پر جو قدم بہر کو نہیں اُٹھاتا
وہ سوار کیا گیا اور سارے شہر میں یوں پھرایا گیا شہر کے لڑکے کیا اور بوڑھے کیا اُس کے
پیچھے تھے اور گالیاں دیتے تھے اور طرح طرح کی ہنسی اُڑاتے تھے اور بعد اس گشت کے
بہت بری گت سے اُسکو مارا اور سر کو تن سے جدا کر کے سلطان سنجر پاس بھیجدیا۔ اور اُسکے وزیر
سید مجد الدین کو بھی دار پر کھینچا۔ معلوم ہے کہ یہ کام انسانیت سے بعید بہرام سے اُسکی عادت کے خلاف
کیونکر سرزد ہوا۔ جب یہ خبر وحشت اثر علاء الدین کے کان میں پہنچی تو اُسکے کلیجے میں آگ لگ گئی
اور اپنے بھائی کے انتقام لینے کے لیے جھٹ پٹ لشکر جرار تیار کر کے غزنین پر چڑھ آیا۔ بعض
کہتے ہیں کہ اس اثنا میں بہرام شاہ کا طومار حیات لپٹ چکا تھا اور اُسکا بیٹا خسرو شاہ بادشاہ ہو چکا
تھا۔ مگر روایت یوں مشہور ہے کہ جب بہرام شاہ نے غزنین میں علاء الدین کے آنے کی خبر سنی تو وہ بھی
لشکر کو تیار کر کے غزنین سے باہر اُسکے لڑنے کو آیا اور علاء الدین پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام بھیجا کہ تیرے
لیے یہی مصلحت ہے کہ اب اپنے اس خام ارادہ سے نادم ہو کر واپس چلا جا ورنہ ہزار پہلوانان شیر افگن
اور فیلان آہنی تن تیری بیخ کنی کے واسطے موجود ہیں میرے ساتھ ستیز کرنے سے پرہیز کر ورنہ
سارا خاندان سلاطین غوریہ کا معدوم ہو جائیگا سلطان علاء الدین نے اُسکے جواب میں کہلا بھیجا
کہ جو کام بہرام شاہ نے کیا ہے وہ دولت غزنویہ کے زوال کی علامت ہے یہ دستور تو بادشاہوں کا ہے
کہ وہ اپنے دوسرے ملک پر لشکر کشی کرتے ہیں اور انکے نفوس نفیسہ کو مستاصل کرتے ہیں مگر نہ

اس سوالی و نصیحت کے ساتھ کہ تو نے کیا یقین کر کہ زمانہ ضرور تجھ سے انتقام لے گا اور مجھکو فتح و ظفر دیگا۔ تو اپنے ہاتھیوں پر گھمنڈ نہ کر اگر تیرے پاس فیل ہیں تو میرے پاس خرفیل ہیں (سلطان علاء الدین کے لشکر میں دو پہلوان تھے جنکا نام خرفیل یعنی فیل کلاں تھا) ایلچی نے بہرام شاہ کو جب یہ پیغام سنایا تو بظاہر وہ کچھہ متغیر نہ ہوا۔ مگر باطن میں ضرور متاثر ہوا اور دل میں بہت ہراس پیدا ہوا القصہ دونو لشکروں میں لڑائی شروع ہوئی تلواروں کی چپاچپ اور تیروں کی شناشن کی دہوم مچی بہرام شاہ کا بیٹا دولت شاہ لشکر کا سپہ سالار تھا جسوقت اس معرکہ جانستاں میں اسکی جان گئی تو بہرام کا دل ٹوٹ گیا اور ہندوستان کی طرف بھاگا۔ اس جھگڑے میں فرزند کے رنج سے ایسا رنجور ہوا کہ اس سرای فانی سے دور ہوا صحیح روایت کے موافق ۵۴۴ھ میں اسکی وفات ہوئی اسکی سلطنت کی مدت کوئی ۳۵ سال اور کوئی ۴۱ سال بتاتا ہے +

روایت صحیح یوں ہے کہ بہرام شاہ نے جب وفات پائی تو باتفاق امرا خسرو شاہ تخت پر بیٹھا لیکن جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ غزنین میں علاء الدین غوری آن پہنچا ہے تو وہ مع اہل و عیال کے ہندوستان کو روانہ ہوا اور لاہور میں اقامت کی۔ یہاں ہندوؤں نے اسکی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ ان سبکو اس بات کی خوشی تھی کہ انکے شہر میں ایک سلطنت قائم ہو گئی اس طرح غزنین کی سلطنت ہندوستان میں منتقل ہو گئی +

اگرچہ بہرام شاہ اور اہل غزنین کے ہاتھہ سے غوریوں نے بہت سے جور و ستم اٹھائے تھے اور اسکے عوض میں جو کچھہ علاء الدین کرتا تھوڑا تھا۔ مگر جو اسنے غضب ڈہایا اور ظلم و ستم توڑا اسکے نام کو وہ دہبا لگا تا ہے کہ قیامت تک نہ مٹے گا۔ اسکے ظلموں کی تفصیل کے لئے ایک طومار کی ضرورت ہے مگر مختصر یہ ہے کہ ملک ایشیا کا عروس البلاد شہر غزنین جسکی برابر کوئی شہر نہ تھا اسکو اس ظالم نے تین دن یا سات دن تک ایسا جلایا کہ دہوئے سے دن رات معلوم ہوتی تھی اور شعلوں سے رات دن معلوم ہوتا تھا۔ اور باشندوں کو قتل کیا اور سارے شہر کو لٹوایا اور حکم دیا کہ اس شہر کی تخریب و غارت و قتل میں کوئی بات نہ اٹھا رکھی جائے۔ جب کچھہ غیض و غضب کم ہوا تو عوام کے قتل سے ہاتھہ اٹھایا اور خواص پر ہاتھہ صاف کیا سید مجد الدین وزیر سیف الدین کے قتل کے انتقام میں منتخب سادات غزنین کی

ایک جماعت کے گلے میں توبرے خاک سے بھرے ہوئے ڈالدئے اور انکو فیروزہ کوہ میں لایا اور وہاں ان توبروں کی خاک کو انکے خون سے سان کر گارا بنایا اور بروج فیروزہ کوہ میں اسکو لگوایا جب علاء الدین نے یہ سنا کہ سیف الدین کے تشہیر کے وقت غور توں نے بھی دف و دائرے بجائے تھے تو انکو بھی قتل کیا کسی پر اسنے رحم نہیں کیا جو چیز کہ خاندان غزنین کی یاد دلاتی تھی انکو بھی برباد کیا۔ قبریں اکھیڑ اکھیڑ کر پھینکدیں مردوں کی ہڈیوں میں آگ لگائی سلطان محمود و سلطان مسعود کی قبروں کو انکی شجاعت کے سبب سے اور سلطان ابراہیم کی قبر کو اسکے زہد کے سبب سے چھوڑ دیا غرض شہر غزنین کو جلا کر خاک سیاہ کیا اور خود جہان سوز کا لقب حاصل کیا +

علاء الدین جہاں سوز کی مراجعت کے بعد پائے تخت غزنین کی طمع میں اور سلطان سنجر کی امداد کی امید میں لاہور سے سپاہ آراستہ کر کے خسرو شاہ غزنین کیطرف چلا۔ ان ایام میں غزان ترکوں نے سلطان سنجر کو گرفتار کیا تھا اور غزنین کی طرف متوجہ ہوئے تھے خسرو شاہ نے جب اپنے میں انکے ساتھ لڑنے کی طاقت نہ دیکھی تو پھر لاہور چلا آیا ترکان غزان دو سال تک غزنین پر متصرف رہے۔ پھر غوریوں نے غزنین کو ان سے لے لیا پھر انسے امراء خسرو شاہ نے غزنین کو لے لیا بعض کتابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علاء الدین جہاں سوز کے خوف سے جب خسرو شاہ لاہور چلا آیا تو علاء الدین نے گرم سیر و قندہار و تگیناباد کو فتح کیا اور اسکو سلطان غیاث الدین محمد کو سپرد کیا اور خود غور کو گیا اور جب خسرو شاہ نے ہند سے بہت سی فوج لیکر غزنین کو چلا ہے تو اسنے خسرو شاہ سے مصالحت اسطرح چاہی کہ وہ تگیناباد کے شہر اور قلعہ کو اسکو دیدے اور خود غزنین پر قناعت کرے۔ مگر خسرو شاہ نے منظور نہیں کیا تو علاء الدین غوری نے یہ رباعی لکھکر بھیجی رباعی

اول پدرت نہاد کین را بنیاد تا خلق جہاں جملہ بہ بیداد افتاد

ہاں تا ندہی بہ ہیچ تگیناآباد سرتا سر ملک آل محمود بہ باد

خسرو شاہ کو سلطان سنجر کی امداد کی بڑی امید تھی مگر وہ پوری نہ ہوئی سلطان سنجر کے عہد کا خاتمہ ہوگیا۔ علاء الدین جہاں سوز کے خوف کے مارے خسرو شاہ پھر لاہور میں بھاگ آیا اور علاء الدین جہان سوز غزنین کو تسخیر کر کے غور گیا ۵۵۵ سنہ ۱۱۶۰ میں خسرو شاہ لاہور میں دار السرور کو

سلطنت خسرو ملک بن خسرو شاہ ۵۵۵

بیٹھا یا سات سال سلطنت کر گیا +

جب خسرو شاہ لاہور میں مرا تو اسکا بیٹا خسرو ملک لاہور میں تخت سلطنت پر بیٹھا سلطان ابراہیم اور سلطان بہرام شاہ کے زمانہ میں جسقدر ہندوستان کا حصہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا اسپر اس خسرو شاہ نے اچھی طرح حکومت جمائی اور انصاف و عدالت سے کام کرنا شروع کیا لیکن سلطان شہاب الدین محمد غوری نے غزنین ہی کو جو اس خاندان کا دار السلطنت تھا لیکر بس نہیں کی بلکہ ہندوستان کی بھی طمع کی پشاور و افغانستان و ملتان و سند کو مسخر کر کے ۵۷۶ھ میں لاہور کی طرف رخ کیا خسرو ملک اس سے لڑ نہیں سکتا تھا اسلئے قلعہ نشین ہوا سلطان شہاب الدین خسرو ملک کے ایک بیٹے خرد سال ملک شاہ کو اول میں اور ایک نامی ہاتھی کو لیکر غور چلا گیا - ۵۸۰ھ میں پھر لاہور آیا خسرو ملک پھر قلعہ میں چلا گیا سلطان نے اس نواح کو تاخت و تاراج کیا اور سیالکوٹ میں اپنا کوئی معتمد حاکم مقرر کر گیا -

گکھڑو نکو ساتھ لیکر خسرو ملک نے سیالکوٹ پر حملہ کیا مگر ناکام رہا الٹا چلا آیا - اب سلطان شہاب الدین غوری نے عزم جزم کیا کہ لاہور کو مسخر کرے ۵۸۲ھ میں وہ یہاں آیا اور بظاہر خسرو ملک سے اظہار محبت کیا اور ملک شاہ پسر خسرو ملک کو اسباب بادشاہی سے جو کچھ مناسب تھا دیکر لاہور کو باپ کے لینے کے لیے معتمد آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیدیا کہ اسکو ہمیشہ شراب پلایا کرو اور آہستہ آہستہ اُسے لے جاؤ اور راہ میں قیام کرتے جاؤ - خسرو ملک کو جب بیٹے کے آنے کی خبر ہوئی تو اُس کو سلطان شہاب الدین کی دوستی پر اعتماد ہوا اور عیش و طرب میں مشغول ہوا - ہنوز ملک شاہ راہ ہی میں تھا کہ سلطان شہاب الدین غوری بیس ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ لیکر غزنین سے ایلغار کر کے راوی کے کنارہ پر آپہنچا جب صبح کو خسرو ملک خواب غفلت سے بیدار ہوا تو اُسنے دریا کے کنارہ لشکر دیکھا تو ناچار عاجز ہوکر امان چاہی اور سلطان سے جا کر ملا - اس حیلہ سے بے خرخشہ و جنگ کے محمود غوری کے ہاتھ لاہور آیا غزنین کے خاندان سے غوریوں کے خاندان میں سلطنت منتقل ہوگئی ۵۸۳ھ میں خسرو ملک غرجستان کے قلعہ برزوان میں قید کیا - ۵۹۸ھ میں اُسکو اور اُسکے بیٹے بہرام شاہ کو جو قلعہ سیف رود غور میں قید تھا دونو کو شہید کیا یوں آل سبکتگین کا نشان باقی نہ رہا اور خسرو ملک آل سبکتگین کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا یہی ختم الملوک اس خاندان کا ہوا فقط

فصل سوم
خاندان غوریہ

غور کو غورستان بھی کہتے ہیں اور وہ ہرات اور غزنین کے درمیان ایک کوہستانی ملک ہے
اس زمانہ میں قدیمی دار القرار افغانوں کا ایک ویرانہ شہر ہے جو ہرات سے مشرق جنوب میں ۱۲۰ میل پر
افغانستان میں ہے غوریوں کے سلاطین کے نسب کی نسبت عجیب روایات ہیں طبقات ناصری میں لکھا ہے
کہ سلاطین غوریہ کے نسب نامہ کو مولانا فخر الدین مبارک شاہ نے نظم میں لکھا ہے اور سلسلہ نسب کی
ابتدا ضحاک پارسی سے کی ہے مشرقی مورخین تو ضحاک کو بادشاہ مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ
بڑا جابر ظالم تھا اُسنے اپنے باپ کو ہلاک کیا اور عرب کا بادشاہ ہوا اور جمشید سے سارا ملک چھین لیا
اُسکے پاس ایک ز سونے کی تھی جسکے سات سوراخ تھے اور ہر سوراخ پر دُنیا کے ساتوں اقلیموں
میں سے ایک ایک اقلیم کا نام لکھا ہوا تھا۔ جو اقلیم اُس سے بغاوت کرتی وہ اس سوراخ سے جو اُس اقلیم سے
منسوب تھا ایسا سحر پھونکتا کہ اُس ولایت میں قحط و وبا آجاتے۔ اُسکے کندھے پر دو مار مردم خوار بھی
کہتے ہیں کہ تھے غرض اس بادشاہ کے افسانوں سے بہت سے صفحے سیاہ کرتے ہیں مگر مغربی مورخین
کہتے ہیں کہ ضحاک کوئی ایران کا بادشاہ ہی نہ تھا فقط شاعروں نے اپنے خیال سے گھڑ لیا ہے اور
اُسکے افسانے بنا کے لکھ دیئے ہیں۔ ملوک غور کے باب میں مشرقی ارباب تاریخ سراکا یہ ارشاد ہے کہ
جب ضحاک تازی پر فریدوں غالب ہوا تو ضحاک کی اولاد میں سے ایک گروہ کو ایسے مامن کی تلاش
ہوئی کہ وہ دشمنوں کو نہ ملے اور اگر ملے تو اُسپر اُنکو قدرت نہ حاصل ہو بعد بہت سی تگ پو و جستجو کے
کوہستان بامیاں میں کہ بلخ و کابل کے درمیان ہے۔ یا نہاوند میں ضحاک کے نبیروں میں سے
دو جنکے نام سور و سام تھے آئے اور اس مقام کو مستحکم کیا اور سور اپنے قبیلہ کا سردار اور سام سپہ سالار ہوا
سور کی دختر سام کے پسر شجاع سے بیاہی گئی جب سام مر گیا تو اُسکا بیٹا شجاع سپہ سالار ہوا اور
چچا کی خدمت میں رہا مگر لوگوں نے سکا سمجھا کے چچا بھتیجوں میں ایسی گڑ بڑ دی کہ چچا نے یہ چاہا کہ
میری بیٹی کو بھتیجا طلاق دیدے پسر شجاع خفا ہو کر ایک رات کو مال اسباب نقود و جواہر
و اہل و عیال کو لیکر جبال غور میں چلا آیا اور یہاں پہنچکر کہا کہ مبند یلشر اسلئے اس مقام کا نام

بیند لیش بھی ہے۔ یہاں قلعہ مستحکم بنا ہے۔ فریدون کو جب اسکا حال معلوم ہوا تو اُسنے اپنا لشکر یہاں تک
بھیجا وہ مدتوں تک ساتھ لڑتا رہا آخر کار ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ اہل غور باج خراج دیا کریں اور فقط
غور ہی پر قناعت کریں کسی اور ولایت سے تعرض نہ ہوں اس خاندان میں مدت تک سلطنت نسلاً
بعد نسل چلی اور شنسب تک نوبت پہنچی۔ وہ حضرت علی مرتضیٰ کے دست مبارک پر مسلمان ہوا اسلیے
اس خاندان کا لقب شنسبانی ہوا غرض باقی تاریخ تاریکی میں ہے۔ پھر یہانسے تاریخ کا سلسلہ چلتا ہے
کہ سلطان محمود غزنوی نے محمد سوری حاکم غور اور اُسکے بیٹے کو گرفتار کر کے قید کیا جسکا ذکر ہم پہلے
کر چکے۔ محمد سوری نے اپنے بیٹے حسن سے کہا کہ میری عمر تو ختم ہو چکی ہے میری آرزو یہ ہے کہ تو غور جا
تاکہ ہمارا خاندان بالکل مستاصل نہ ہو جاے۔ قید خانہ میں ایک کھڑکی جنگل کی طرف تیس گز اونچی تھی
محمد سوری نے بیٹے کی بند کو توڑا اور اپنے نیچے بچھانے کی کمبل کی رسی بٹی۔ اور اپنے بیٹے
کو اس رسی میں لٹکا کر قید خانہ سے نکالا اور وہ غور میں پہنچا اور وہاں اپنی حکومت کرنے لگا جب
سلطان محمود کو اسکی خبر ہوئی تو اُسنے محمد سوری کو مار ڈالا اور حسن ابن محمد سوری کو غور کی ایالت پر
قائم رکھا۔ اسکا بیٹا حسین ہوا اور اس حسین کے سات بیٹے ہوے جب غزنین میں بہرام شاہ
سلطان ہوا اور اُسکی سلطان سنجر سے لڑائی ہوئی تو حسین کے بیٹوں سے اُسنے مصالحہ کر کے انمیں
جو بڑا تھا اُسکو طلب کیا اور ملک قطب الدین جو بزرگتر اولاد حسین میں سے تھا وہ غزنین میں گیا اور
مدتوں تک اس پاس رہا پھر کسی سبب سے بہرام شاہ نے اُسکو قتل کر ڈالا۔ اسی سبب سے غزنیوں اور
غوریوں میں عناد ہو گیا اور آپس میں ایک دوسرے کے ملک کے خواہاں ہوے۔ ایک اور قول یہ ہے کہ
محمد بن سوری معاصر سلطان محمود غزنوی کا تھا۔ وہ بغاوت کے سبب سے سلطان کے ہاتھ میں زندہ
اسیر ہوا۔ اور حکومت غور کی اسکے بیٹے ابو علی کو تفویض ہوئی۔ اُسنے بھی اپنے باپ کا طریقہ سرکشی
کا اختیار کیا تو ابو علی کے بھتیجے عباس کو غور کی سلطنت سپرد ہوئی سات برس تک اُسنے ظلم اور
ستم کیا۔ بڑا قحط پڑا۔ آخر کار وہ بھی سلطان ابراہیم کے عہد میں قید ہوا۔ محمد بن عباس اُسکا جانشین
ہوا۔ اور سلطان غزنین کی اطاعت کرتا رہا غرض ان سلاطین غوریہ کا خاتمہ قطب الدین حسن
بن محمد بن عباس پر ہو گیا۔ اُسکی آنکھ میں تیر لڑائی میں لگا اور اس صدمہ سے مر گیا۔ اسکا بیٹا

سلاطین سلجوقیہ کی تسلط کے سبب ہند میں بھاگ آیا۔ اور تجارت میں نوکر ہو گیا پھر مسلمان ہو گیا۔ اور یہاں
تجارت کرنے لگا۔ آخر کو وطن کی محبت نے جوش کیا۔ اہل و عیال سمیت غور کی جانب دریا کی راہ سے روانہ
ہوا۔ باد مخالف سے کشتی غرق ہوئی۔ اور سب اہل کشتی غریق لجہ فنا ہوئے۔ مگر اعزالدین حسین
بن سام بچ گیا۔ ایک کشتی کا تختہ اسکو ہاتھ لگ گیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ابھی بہت ہونے
ایک شیر بھی اس تختہ پر اسکے ساتھ بیٹھ گیا ع خوش ہست آوارگی اوراکہ ہمراہے چنین باشد۔
بھوکا تین رات دن تک مصیبتیں اوٹھا کر کنارہ پہنچا۔ شیر تختہ سے کودا۔ اعزالدین اس بلا سے چھوٹا۔
ایک شہر نظر آیا۔ اسمیں پہنچا۔ مسافروں کی طرح رات کو ایک دکان پر سو گیا۔ کوتوال شہر نے اسکو چور
جانکر پکڑ لیا۔ قید خانہ میں بھیجدیا۔ وہاں اتفاقاً بادشاہ بیمار ہوا۔ اسکے صدقہ میں جو قیدی چھوٹے
انمیں سے یہ بھی صدقہ اترا۔ اب راہ میں قزاقوں سے ملا۔ انھوں نے اسکو خوبصورت اور قوی جوان
دیکھ کر بدوستی اپنا سردار بنایا۔ گھوڑا اور لباس دیا۔ نصیبوں کی کم بختی سے سلطان ابراہیم غزنوی
کے آدمیوں نے اس گروہ کو گرفتار کیا۔ سلطان نے سب کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ جس وقت
جلاد نے حسین کی آنکھوں پر پٹی باندھی۔ اسنے فریاد اور واویلا مچائی اور کہا کہ اے خدا تیرے
ہاں غلطی نہیں ہوتی میں بے خطا قتل ہوتا ہوں تیرے ہاں ظلم نہیں پھر میں کیوں بیگناہ مارا جاتا
ہوں۔ جلاد نے کہا کہ ساری عمر رہزنی کرتا رہا۔ ابتک اپنے تئیں بے گناہ کہتا ہے۔ حسین نے اپنی ساری
سرگزشت سنائی۔ اسپر جلاد کو رحم آیا۔ ایک سردار کی معرفت یہ ماجرا سلطان کے کان تک پہنچوایا۔
بادشاہ کو بھی رحم آیا۔ اسکو بلوایا۔ بشرہ سے آثار نجابت ظاہر تھے۔ انھوں نے اسکے قول کی صداقت کی
بادشاہ نے اوسپر عاطفت شاہانہ فرماکر مقربین میں داخل کیا۔ پھر امیر حاجب کا عہدہ عطا کیا۔ اور اپنی
لڑکی کی شادی اسکے ساتھ کردی۔ اسطرح روز بروز جاہ و اعزاز اسکا بڑھتا گیا۔ اور جب سلطان مسعود
بن سلطان ابراہیم تخت سلطنت پر بیٹھا تو غور کا حاکم حسین مقرر ہوا۔ انگریزی مورخ اس ساری
داستان کا یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ غور کی حکومت کسی جوانمرد آدمی نے سلاطین غزنویہ کی بدولت
حاصل کی۔ اور یہ آدمی یا تو اصل حقیقت میں غوری تھا یا کسی غوری سردار کی دامادی کے رشتہ سے
غوریوں میں داخل ہوا اور پھر اپنے حسب نسب کے عیب چھپانے کے واسطے یہ ایک داستان گھڑ لی

سلطنت علاء الدین غوری

جب غزنین میں سلطان مسعود بن ابراہیم بادشاہ ہو تو حسین کو حکومت غور عنایت کی اور درجہ اسکا بلند کیا
جب حسین مر گیا تو بہرام شاہ غزنوی اور حسین کی اولاد میں ہی چند دفعہ صلح و جنگ ہوئی۔ بہرام شاہ
اور علاء الدین جہان سوز سے کہ ارشد اولاد میں تھا ایک جنگ عظیم ہوئی خاندان غزنویہ کے بیان میں
اس لڑائی کا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ کیا کیا ہوا+

علاء الدین جہانسوز کے حالات جو غزنین سے متعلق ہیں وہ ہم سلطان بہرام شاہ غزنوی کے ذکر
میں بیان کر چکے ہیں۔ اب وہ غزنین کے سب کاموں سے فارغ ہوکر اور اپنا انتقام لیکر فیروزہ کوہ میں آیا
اور سلطان کا لقب اختیار کیا عیش و نشاط میں مشغول ہوا۔ مگر یہ عیش اسکو بہت دنوں نصیب ہوا
سلطان سنجر کو جو خراج ہمیشہ بھیجا کرتا تھا وہ نہ بھیجا بلکہ ہرات اور بلخ کو دبا لیا۔ اسپر سلطان سنجر سے
ایک معرکہ ہوا۔ سنجر غالب ہوا علاء الدین اسیر ہوا۔ سنجر نے کہا کہ اسکے پاؤں میں بھاری بیڑیاں
ڈالی جائیں تو اُسنے سلطان سے کہا کہ مجھے یہ توقع ہی کہ سلطان میرے ساتھ وہ سلوک کرے جو میں نے
اُسکے لئے سوچا تھا۔ سلطان سنجر نے پوچھا کہ تو نے کیا سوچا تھا۔ جواب دیا کہ مینے آپکی عزت کے سبب
چاندی کی زنجیریں بنوائی تھیں کہ اگر آپ میری قید میں آئے ہوتے تو وہ بیڑیاں آپ کو پہناتا۔ سلطان نے
حکم دیا کہ وہی بیڑیاں پیدا کر کے اُسکے پاؤں میں ڈال دی جائیں۔ علاء الدین کی ذکاوت مشہور تھی
طبع لطیف تھی اور شعر خوب کہتا تھا اسلئے سلطان سنجر نے اُسکو رہا کر کے اپنا ندیم اور مجلس خاص کا
جلیس بنایا۔ ایک دن سلطان سنجر کے روبرو ایک طبق موتیوں سے بھرا ہوا آیا وہ اُنسے علاء الدین کو دیدیا
جسپر اُسنے یہ رباعی فی البدیہہ کہی —

رباعی —

بگرفت و نگشت شہ مرا در صفِ کین | با آنکہ بدم کشتنی از روے کین
وانکہ بہ طبق میدہدم در ثمین | بخشائش و بخششم چنان کرد چنین

ایک دن سلطان سنجر موزہ اُتار کر اپنے پاؤں کو پھیلا کر پاک کرتا تھا کہ علاء الدین کی نظر اسپر پڑی
سلطان سے اجازت لیکر بوسہ دیا اور یہ رباعی اوسی وقت کہی کہ

ای خاک سُم مرکب تو افسر من | وے حلقہ بندگی تو زیور من
تا خاک کف پاے ترا بوسہ زدم | اقبال ہمے بوسہ زند بر سر من

بعد ازان سلطان سنجر نے علاء الدین جہاں سوز کو غور میں سلطنت دیدی اور وہ وہاں جاکر سلطنت کے کاموں میں مشغول ہوا جب سلطان علاء الدین سنجر کی قید میں تھا تو غور میں دنگہ اور فساد برپا رہتا تھا اسلیے اعیان غور نے ملک ناصر الدین محمد کو تخت پر بٹھا دیا تھا۔ مگر وہ رات دن عورتوں سے شغل رکھتا تھا اور سلطنت کا کام کچھہ نہیں کرتا تھا جب سلطان علاء الدین قید سے رہا ہو کر اور غور کا بادشاہ بن کر آیا تو ناصر الدین کو عورتوں نے بستر میں دبا کر اُسکا دم نکال لیا۔ سلطان علاء الدین پھر تخت پر بیٹھا اور فتوحات کے درپے ہوا بلاد بامیان اور طخارستان کا انتظام کیا اور بلاد داور قروم و بست کو تسخیر کیا خراسان میں کلیعہ تولک غرجستان کو فتح کیا اور بعض اور قلعے فتح کئے اسکے آخر عمر میں ملاحدالموت کے ایلچی بہت آئے اور وہ وہ انپر بہت مہربانی کرتا تھا اسلیے بدنام ہوتا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد چار برس کچھہ دنوں سلطنت کر کے ۵۵۱ / ۵۶۱ھ میں رحمت حق سے پیوستہ ہوا +

سلطنت سلطان سیف الدین محمد بن سلطان علاء الدین حسین +

جب سلطان علاء الدین جہاں سوز اس جہان سے رخصت ہوا تو سب ملوک و اکابر نے متفق ہو کر اُسکے بیٹے سلطان سیف الدین محمد کو فیروزہ کوہ میں تخت سلطنت پر بٹھایا سلطان علاء الدین جب غزنین کو تباہ کر کے غور میں آیا تھا تو اُسنے اپنے بھتیجوں غیاث الدین محمد اور معز الدین محمد کو سنجہ میں حاکم مقرر کیا تھا۔ ان دونوں بھائیوں کے مزاج میں سخاوت و شجاعت بہت تھی۔ اسلیئے وہ مرجع خلائق بن گئے۔ علاء الدین کو اس سبب سے بھتیجوں کی طرف سے وہم پیدا ہوا۔ اُنکو جرجان کے قلعہ میں قید کر دیا۔ اصل سبب شکایہ تھا کہ بھتیجوں کی لیاقت کے سبب سے اُسکو یہ اندیشہ پیدا ہوا تھا کہ اُس کا بیٹا سیف الدین کہیں سلطنت سے محروم نہ ہو جائے۔ مگر جب بیٹا بادشاہ ہوا تو وہ ایسا نیک دل تھا کہ اس نے اپنے ان چچیرے بھائیوں کو جرجان کے قلعہ سے رہائی دی یہ اس بادشاہ بڑا نیک کام عدل کا تھا ہم نے پہلے بیان کیا ہی کہ ملاحدالموت کے حال پر اُسکے باپ کو نظر التفات تھی۔ مگر یہ بادشاہ سُنّی شریعت پرور تھا ملک غور سے ان ملاحدہ کا استیصال کلی کر دیا۔ اسکے عہد میں رعیت بڑے چین سے رہتی تھی۔ مگر اس نیک سیرت بادشاہ کی سلطنت دوران گل کی طرح بقا نہ رکھتی تہی بہت جلد اسکا رشتۂ حیات اسطرح منقطع ہو گیا کہ ایک دن وہ اپنے لشکر گاہ میں چاندماری پر تیر لگا رہا تھا اور امراء غور بھی اُسکے ساتھہ شریک تھے انمیں سپہ سالار درمیش بن شیش بھی تھا اور اسکا بھائی ابو العباس بھی

اس زمانہ میں امراء غور میں رسم تھی کہ جب کسی کو خلعت دیتے تو اس میں جواہرات کے مرصع زرین دستانے بھی دیتے تھے اس سپہ سالار درمیش کے ہاتھ میں وہ دستانے مرصع تھے جو ملک ناصر الدین حسین نے خلعت میں دئے تھے وہ سلطان سیف الدین کی بیوی کے ہاتھ کے تھے اُنکو دیکھ کر سلطان کو غیرت آئی حمیت سلطنت سے سینہ میں ایک شعلہ غضب اُٹھا اُسنے کہا کہ درمیش چاندماری سے تیر نکال لا حسب الحکم درمیش نے آماج کیطرف منہ کیا تو پُشت اُسکی سلطان کی طرف ہوئی سلطان نے کمان تانکر ایک تیر ایسا اُسکو مارا کہ وہ اُسکے جگر کے پار ہو گیا اور سفیر مرگ ناگہانی بن گیا +

دولت سنجری کا دور آخر ہو چکا تھا۔ امراء غزاں کا غلبہ تھا۔ اطراف غور میں بھی اُنکی تاخت و تاراج کا بازار گرم تھا سلطان سیف الدین باپ کے ملک کا انتظام کر کے اس فساد کے مٹانے کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ غرجستان اور ولایت مادین کی طرف آیا اور پھر رود بار مرو کی طرف گیا اور شہر ورسے گذر کر غز سے لڑا سپہ سالار ابو العباس اپنے سینہ میں کینہ اپنے بھائی کے قتل کا لئے ہوئے موقع کی تلاش میں تھا لڑائی میں وہ سلطان کے پس پشت آیا اور سلطان کے پہلو میں ایسا نیزہ مارا کہ وہ زین سے زمین پر گرا اور ابو العباس نے چلا کر یہ کہا کہ مرداں را بر روئے آماج نکشند چنانچہ برادر مرا کشتی چنین جائے کشند + جب سلطان گرا تو لشکر کا بھی مُنہ لڑائی سے پھرا اور سلطان کی بھی خبر نہ لی کہ کہاں پڑا ہے۔ ایک غز اُسکے سر پر گیا ہنوز وہ زندہ تھا وہ بادشاہ کے جامہ و کمر کی تلاشی لینی چاہتا تھا مگر کمر اُسکی جلد نہ کھلی تو اُسنے بند کمر پر چھری لگائی اور چھری کی نوک سلطان کے پیٹ میں گھُس گئی اور اس زخم سے وہ شہید ہوا۔ وہ صرف ایک برس بادشاہ رہا +

سلطان غیاث الدین اور سلطان معز الدین دونو سگے بھائی تھے غیاث الدین تین برس کچھ دنوں اپنے بھائی سے بڑا تھا جبتک دونو بھائی سلطان سیف الدین نے رہا کئے۔ غیاث الدین فیروزکوہ میں سلطان سیف الدین کی خدمت میں رہنے لگا اور معز الدین اپنے چچا ملک فخر الدین مسعود بامیاں میں چلا گیا غیاث الدین غز کی لڑائی میں سلطان سیف الدین کے ساتھ تھا کہ وہ مارا گیا اور لشکر شکست پا کر بھاگا۔ ابو العباس جسنے سلطان سیف الدین کے نیزہ مارا تھا وہ غیاث الدین پاس آیا اور سب اکابر اور امراء و خرفا نے لشکر کو جمع کیا اور غیاث الدین کو تخت پر بٹھایا اور سب نے

اسکی بیعت کرائی اس سے پہلے غیاث الدین کا نام شمس الدین تھا اور اسکے بھائی کا نام شہاب الدین تھا جو خراسان فتح کرنے کے بعد معز الدین ہوا - مگر تاریخوں میں شہاب الدین ہی نام مشہور ہوا جب شہاب الدین نے بھائی کے بادشاہ ہونے کی خبر سنی تو وہ چچا سے اجازت لیکر بامیان سے بھائی پاس فیروز کوہ میں آگیا چونکہ سپہ سالار ابو العباس نے سلطان غیاث الدین کو بادشاہ بنایا تھا اسلئے وہ کمال عزت و عظمت کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا اور سلطان کو امور سلطنت میں زیادہ اختیار نہ دیتا تھا اور غوریوں کے دل میں اسکی شوکت و مہابت بہ نسبت سلطان غیاث الدین کے زیادہ تھی - سب متمرد اسکی طرف رجوع کرتے تھے - ان دونو بھائیوں کو جب یہ یاد آتا تھا کہ ملک سیف الدین کو زین سے زمین پر اسنے گرایا ہے تو دلوں میں انتقام کا جوش اٹھتا تھا - اس سبب سے آخر کو ان دونو بھائیوں نے مشورت کر کے ایک خاص اپنے ترک کو حکم دیا کہ جب ابو العباس دربار میں آوے اور شہاب الدین اپنے ہاتھ کو اٹھا کر اپنے سر پر لگائے تو وہ ابو العباس کا سر اڑا دے چنانچہ یہی ہوا کہ ابو العباس کا سر اسی طرح تن سے جدا ہوا - ابو العباس نے اس حال میں بھی میان سے تلوار کھینچی مگر وہ آدھی کی آدھی کھچی رہی پوری کھینچنے کی طاقت نہ رہی - اب ابو العباس کے قتل کے بعد ملک فخر الدین مسعود کو بھتیجوں کی سلطنت کی طمع دامنگیر ہوئی - اور تاج الدین یلدوز حاکم ہرات اور علاء الدین قماج والی بلخ سے استمداد کی اور وہ اسکی معاونت کے لئے اپنے ملک سے چلے کہ سلطان غیاث الدین نے ان دونو کے روکنے کے لئے اسکی راہ میں لشکر بھیجا - لشکر نے ان دونو سرکشوں کو مار ڈالا اور مظفر و منصور واپس آیا - یلدوز کا سر اور قماج کا علم ملک فخر الدین پاس بھیجا گیا - انھیں دیکھکر ملک اپنی یورش سے پشیمان ہوا اور مراجعت کا ارادہ کیا کہ اس اثنا میں افواج غور نے چاروں طرف سے اسکو گھیر لیا - اس سپاہ کے پیچھے سلطان غیاث الدین اور سلطان شہاب الدین بھی آئے جب انکو معلوم ہوا کہ انکا چچا ملک فخر الدین اس طرح گھرا ہوا ہے تو وہ گھوڑوں پر سے اترے اور اپنے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے لشکر گاہ میں لے گئے اور تخت پر اسکو بٹھایا اور دونو بھائی کمر بستہ اور دست بستہ کھڑے ہوئے - ملک فخر الدین نہایت شرمسار اور سراسیمہ ہو کر تخت سے اٹھا اور بھتیجوں سے کہا کہ تم مجھ سے تمسخر اور استہزا کرتے ہو

مگر ان نیک بھتیجوں نے ایسی معذرت کی کہ جس سے یہ شبہ اُسکا رفع ہو گیا۔ اور وہ بامیان کی طرف چلا گیا
اُسکے ساتھ ایک منزل یہ بھتیجے گئے اور پھر پھر آئے جب ملک غور میں سلطان غیاث الدین کا تسلط
ہو گیا تو اُسنے زمین داور اور گرمسیر پر لشکر کشی کی اور اس دیار کو تسخیر کیا۔ پھر بادغیس پر متوجہ ہوا
اسکو بھی اسنے زیر کیا۔ غرجستان کے حکام سے ملا اس سرزمین میں بھی اسکی حکومت قائم ہوئی۔
سنہ ۵۶۹ھ میں غزنین کو جو ترکوں کے ہاتھ میں بارہ برس سے تھا فتح کر لیا اور اپنے چھوٹے بھائی شہاب الدین
کو یہاں کی حکومت دی اور سلطان محمود کے تخت پر بٹھایا اور خود فیروزکوہ میں آیا۔ دو سال بعد
غور و غزنین کے لشکروں کو جمع کر کے دار السلطنت ہرات پر لے گیا۔ یہاں اُن دنوں بہاؤ الدین
طغرل حاکم تھا اور وہ سنجر کے غلاموں میں تھا۔ وہ شہر کو چھوڑ کر چلا گیا اور خوارزم شاہ سے جا ملا۔
سلطان نے ہرات لے لیا پھر دو سال بعد اُسنے پوشنج کو فتح کیا جب ملوک سیستان نے دیکھا کہ سلطان
کا تسلط اکثر بلاد خراسان پر ہو گیا تو انھوں نے بھی ایلچیوں کی معرفت اپنی اطاعت کا اظہار کیا۔
سلطان غیاث الدین کی روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی سنہ ۵۹۷ھ میں شادیاخ پر لشکر کشی کی۔
علی شاہ ابن تکش خان نے دروازے بند کئے اور خود خوارزم شاہی شاہزادوں کو لیکر ایک برج میں
چلا گیا۔ بحسب اتفاق سلطان کا گذر اس برج کے پاس ہوا۔ اُسنے حکم دیا کہ منجنیق سے برج میں رخنہ
کیا جاوے۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ برج میں خود ہی رخنہ ہو گیا جس سے شہر مسخر ہو گیا۔ وہاں سے
سلطان نے مراجعت کر کے ایک سال بعد مرو کو لے لیا۔ غرض کل خراسان میں اسکا فرمان نافذ ہوا
کہ وہ فرمان شاہی آیا کہ جسکی نافرمانی ممکن نہیں جس سے اسکو ملک عقبیٰ میں جانا پڑا۔ ہرات کی جامع مسجد
اُسکا مدفن بنا۔ اسلئے اُسنے یہ مسجد بنائی تھی۔ وہ ساٹھ سال جیا اور ۴۳ سال سلطنت کی۔
سلطان سے پہلے غوریوں کا مذہب کرامیاں تھا اور سلطان غیاث الدین نے شافعی مذہب اختیار کیا
اور ہرات کی جامع مسجد میں شافعی مذہب کے امام مقرر کئے۔ اس مسجد کی شان و رفعت کی تعریف
اُس زمانہ میں مابعد اور زمانہ آیندہ میں بھی چلی گئی۔

سلطان غیاث الدین کو آغاز جوانی میں عیش و عشرت کی طرف رغبت تھی اور شکار کا از حد
شوق تھا۔ ایک وسعت عظیم میں اُسنے اوروں کو شکار کھیلنے کے لئے منع کر رکھا تھا۔ زمین داور میں

ایک باغ بنایا تھا اسکا نام باغ ارم رکھا تھا واقعی وہ باغ بہشت ہی تھا۔ ہر سال میں شکار کا جلسہ ہوتا تھا سیکڑوں شکاری جانور وہاں آتے اور امرا شکار کھیلتے۔ رقص و سرود می و رود کے جلسے ہوتے ایک دن سلطان شکار کو اٹھا تو فخرالدین مبارک شاہ نے یہ رباعی پڑھی جسکو سنکر سلطان پھر عیش میں مصروف ہوا +

رباعی

اندر می و معشوق و نگار آویزی | ہر زاں باشد کہ از شکار آویزی
آہوئے بہشتی چو بدام تو در است | اندر بز کوہی بچہ کار آویزی

سلطان غیاث الدین نے جب شراب سے توبہ کی کہ سلطان خوارزم کا لشکر دہانہ شیر سرخس میں آیا اُسنے اپنا ایک ایلچی سلطان پاس بھیجا جسکے لیے ایک مجلس عشرت مہیا ہوئی۔ ایلچی کو بہت شراب پلائی گئی جیسے حال سلطان شاہ کا معلوم ہو۔ یہ ایلچی جب مست ہوا تو مطرب سے کہا کہ یہ رباعی گائے +

آں شیر کہ بالش او دہانہ است مقیم | شیران جہاں از و ہراسند عظیم
ای شیر تو از دہانہ دندان بنمائے | کیں ما ہمہ در دہان شیر اندر بیم

یہ سن کر سلطان غیاث الدین کا رنگ متغیر ہوا تھا کہ اس رباعی کے جواب میں خواجہ صفی الدین محمود نے یہ رباعی برجستہ

آں روز کہ ما رایت کیں افرازیم | وازدشمن مملکت جہاں بردازیم
شیرے ز دہانہ گر نماید دنداں | دندانش بگرز در دہاں اندازیم

سلطان یہ رباعی سُن کر خوش ہوا اور شاعر کو خلعت و انعام دیا +

سلطان غیاث الدین کے مرنے کے بعد اُسکا بھائی سلطان شہاب محمد غوری بادشاہ ہوا۔ ان دونو سگے بھائیوں میں ساری عمر بڑا اخلاص پیار رہا۔ ایک شہریار تھا دوسرا سپہ سالار مگر امور سلطنت کے باب میں دونو کا اختیار برابر تھا +

پہلے اس سے کہ ہم سلطان غیاث الدین کے جانشین سلطان معزالدین عرف سلطان محمد غوری کا حال لکھیں ہندوستان کا حال لکھتے ہیں کہ ان دنوں میں دہلی اور قنوج ہندو راجاؤں کے فساد کے مرکز تھے۔ یہاں کے ہر ایک راجہ کو شمالی ہند میں اپنی فوقیت کا دعوی تھا۔ دہلی اور اجمیر میں پتھی راج جسے پرتھوراج مشہور ہے راج کرتا تھا۔ وہ بڑا بہادر دھوا مرد راجہ تھا۔ اُسیر یہ نام زیب دیتا تھا قنوج میں راٹھور راجہ

ہندوستان کا حال +

راجہ جی چند راج کرتا تھا جسکی راجدہانی اب بھی آٹھ مربع میل میں ٹوٹی پھوٹی اینٹوں اور کنکر پتھر پل وروڑوں سے بھری پڑی ہوئی ہے اسنے گھوڑے کی قربانی یعنے راجسو جگ کیا جس سے معلوم ہوا کہ اسکی برابر کوئی راجہ ہندوستان میں نہیں ہے +

اس راجسو جگ میں خدمتگاری کے تمام کام ان راجاؤں کو کرنے پڑتے ہیں جو بڑے راجہ کے زیر فرمان ہوتے ہیں اسمیں راجہ دہلی کو دربانی کی خدمت کے لیے بلایا گیا اس جگ کے اندر قنوج کے راجہ کی لڑکی کا سوئمبر بھی تھا یعنے وہ مجلس جسمیں لڑکی اپنے شوہر کو پسند کرتی ہے۔ دہلی کا راجہ گو اس لڑکی پر فریفتہ تھا۔ مگر اسکے لیے اس دربانی کی ذلت کو گوارا نہ کرتا تھا۔ وہ اس سم میں قنوج میں آکر شریک نہ ہوا تو راجہ قنوج نے اسکی ایک بدہنگی سی مورت بناکے دروازہ پر کھڑی کردی جب راجہ کی دربار میں لڑکی آئی تو راجاؤں کے حلقہ کی طرف اپنی شرمگیں آنکھوں سے دیکھتی ہوئی اور معزز رانہ رفتار سے چلتی ہوئی دروازہ پر گئی اور وہاں جو یہ بدہنگی سورت رکھی ہوئی تھی اسکے گلے میں ہار ڈالدیا۔ راجہ دہلی یہ سنکر اسپ باد رفتار دوڑ آیا اور رانی کو اپنے گھوڑے پر سوار کرکے اپنی دارالسلطنت کو لے گیا قنوج کا راجہ پیادہ لیکر اسکے پیچھے دوڑا اور افغانونکو بلایا کہ دہلی میں دوسری طرف سے حملہ کریں اسطرح دونو سلطنتیں ہندو کی غارت ہوگئیں۔ یہ ہندوؤنکا افغانونکا بلانا مسلمانوں کی کسی معتبر تاریخ میں نہیں لکھا۔ مگر انگریزی تاریخونمیں معلوم نہیں کس استناد و استشہاد پر یہ لکھا جاتا ہے +

سلطان شہاب الدین کے عہد دولت میں رجپوتوں کی چار بڑی سلطنتیں تھیں۔ دہلی میں راجپوتونکی قوم تواریا تومر راج کرتی تھی۔ دوسری اجمیر میں رجپوتونکی قوم چوہان۔ اور تیسری قنوج میں رجپوتونکی قوم راٹھور۔ اور چوتھی گجرات میں رجپوتونکی قوم بگھیلے۔ دہلی میں قوم توار کا راجہ اننگ پال تھا اسکے کوئی بیٹا نہ تھا صرف بیٹیاں ہی تھیں جنمیں سے ایک کی اولاد راجہ قنوج تھا اور دوسری کی اولاد پرتھی راج تھا جسکو اننگ پال نے متبنی کرلیا تھا اس سبب سے پرتھی راج دونو سلطنتوں دلی اور اجمیر کا راجہ ہوگیا۔ اجمیر کی سلطنت اسکو اپنے باپ سمیشور سے ہاتھ آئی اور دہلی کی سلطنت نانا سے میراث میں ملی۔ یہ میراث جی چند راجہ کو نہ بھائی۔ یہی دونو راج مغربی و شمالی حملوں کی ٹکروں کا جواب دے سکتے تھے مگر انمیں ایسی پھوٹ پڑگئی کہ پرتھی راج کے ساتھیونمیں ۱۰۸ راجاؤں میں سے ۶۴ راجہ رہ گئے مگر یہ بہادر

بارہویں صدی میں قنوج میں راجسو جگ ہوا +

چوہان کی سلطنت کا اختتام ۱۱۹۳ء میں +

کہ اگر یہ پھوٹ نہ پڑتی تو بھی راجپوت مسلمانوں کے حملوں کی تاب لا سکتے۔

سلطان شہاب الدین غوری کی فتوحات

سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان پر فریفتہ تھا یہی بادشاہ وہ ہے جسنے اہل اسلام کی سلطنت کی بنیاد اس استحکام کے ساتھ قائم کی کہ انگریزوں کی عملداری تک چھ سو برس تک چلی دو برس تک سلطان محمد غوری غزنین کے بند و بست میں مصروف رہا پھر ۱۱۷۵ھ میں ملتان کو فتح کیا قرامطہ نے اس ملک میں بڑا فساد کر رکھا تھا اس سب کو مٹایا پھر ۱۱۷۶ھ میں اُسنے اوچھ کو فتح کیا۔ یہ مقام وہاں ہے جہاں پنجاب کے دریا آپس میں ملتے ہیں اوچھ کا راجہ ایک قلعہ میں متحصن تھا جب قلعہ یوں فتح نہ ہوا تو سلطان نے راجہ کی رانی پاس آدمی کے ہاتھ پیغام بھیجکر اس وعدہ پر اُسکو فریفتہ کیا کہ اگر تیری سعی سے یہ قلعہ فتح ہو جائے تو میں تجھ سے نکاح کر کے ملکہ جہاں بنادونگا۔ اس رانی کے دل پر سلطان کی شوکت و حشمت کا خوف بیٹھا ہوا تھا اُسنے سلطان سے کہلا بھجوایا کہ میں تو نکاح کے لائق نہیں ہوں مگر میری لڑکی نہایت حسین ہے اگر اُسسے سلطان نکاح کرے اور بعد فتح کے میرے مال اور اسباب کی طمع نہ کرے تو میں راجہ کو دفع کر دیتی ہوں۔ سلطان نے یہ شرائط قبول کر لیں۔ اس رانی نے چند روز میں راجہ کو ہلاک کیا۔ سلطان نے وعدہ وفا کیا کہ اُسکی بیٹی سے نکاح کیا اور مسلمان کر کے دونوں ماں بیٹیوں کو غزنین بھیجدیا کہ نماز روزہ سے واقف ہوں اور قرآن پڑہیں سلطان ماں سے متنفر رہا بیٹی بھی سلطان سے متمتع نہ ہوئی۔ دونوں دو برس کے اندر رنج و غم میں ہلاک ہوئیں۔ سلطان نے اوچھ اور ملتان دونوں علی کرماخ کے حوالے کئے اور خود غزنین آیا۔

دو برس بعد ۱۱۷۸ھ میں اوچھ اور ملتان میں سلطان آیا اور ملتان کی راہ سے گجرات پر حملہ کیا مگر یہاں کے راجہ بھیم دیو نے مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو شکست دی اور ہزاروں کو قتل کیا۔ غزنین کی مراجعت میں وہی تکالیف محمود غوری کو پیش آئیں جو محمود غزنوی کو آئیں۔ پھر سلطان ۱۱۷۹ھ میں پشاور میں گیا اس شہر کا نام کتب قدیمہ میں بکرام اور فرسور اور پرشور لکھا ہے۔ اس ملک کو تسخیر کیا۔ دوسرے سال ۱۱۸۰ھ میں لاہور میں آیا۔ یہاں خسرو ملک کی سلطنت میں دلی کے راجہ اور افغانوں کی مخالفت سے استقلال نہ تھا وہ سلطان سے میدان میں مقابلہ نہ کر سکا۔ ایک قلعہ میں متحصن ہوا۔ سلطان نے نواح لاہور کو تاراج کیا۔ خسرو ملک نے بعد سال و رسائل کے اپنے چھوٹے بیٹے ملک شاہ کو اوّل میں دیا اور ایک

[illegible] خسرو ملک [illegible]

ہاتھی جس سے بہتر کوئی اور ہاتھی اس پاس نہ تھا وہ نذر میں دیا۔ سلطان محمد غوری نے بھی الصلح خیر
پر عمل کر کے مراجعت کی دوسرے سال دیبول میں کہ ولایت سندھ میں ہے گیا اور مغربی کنارہ کے ملک پر تصرف کیا
اور بہت مال غنیمت میں لیا۔ ۵۸۰ھ میں پھر لاہور میں آیا اور اس نواح کو غارت کیا اور آب راوی
اور چناب کے درمیان قلعہ سیال کوٹ بنایا۔ حسین خرمیل کو یہاں قلعہ دار مقرر کیا۔ ملک خسرو نے
فرصت پاکر گھکروں کی قوم سے اتفاق کیا۔ اور اس قلعہ کا محاصرہ شروع کیا۔ مگر فتح نہ ہوا۔ اس بات سے
محمد غوری نہایت آشفتہ ہوا۔ ایک لشکر جرار کے ساتھ لاہور پر دوبارہ چڑھا۔ خسرو ملک پھر قلعہ میں متحصن ہوا
سلطان شہاب الدین اسکو بزور نہ فتح کر سکا تو یہ داؤ کھیلا کہ خبر اڑا دی کہ ایک ضرورت کے سبب سے
مغرب کی طرف سلطانی فوج جاتی ہے۔ اور ظاہر میں خراسان جانے کی تیاریاں کیں۔ اور ملک خسرو
سے آشتی چاہی۔ اور اُسکے بیٹے کو جو اُس میں تھا چھوڑ دیا۔ جب سلطان خسرو نے یہ باتیں
دیکھیں تو وہ جھری سواری اپنے بیٹے سے ملنے کو روانہ ہوا۔ یہاں سلطان محمد غوری نے یہ کام
کیا کہ عمدہ عمدہ سوار اپنی فوج کے لیکر ایسی راہ چلا کہ وہاں آمد و رفت آدمیوں کی نہ تھی اور آناً فاناً
میں دار الخلافہ اور سلطان خسرو کی راہ کے درمیان آپڑا۔ اور خسرو ملک کو گرفتار کر لیا۔
۵۸۲ھ / ۱۱۸۶ میں لاہور پر قابض ہوا۔ اور علی کرماج حاکم ملتان کو بلا کر یہاں کا حاکم مقرر کیا۔ اور خود
غزنین خسرو ملک کو لیکر چلا گیا۔ دوسرے برس خسرو اور اُسکے سب خاندان کو سلطان غیاث الدین کے پاس
بھجوا دیا۔ اس سلطان نے اُنکو قلعہ غرجستان میں محبوس کیا۔ اور حادثہ خوارزم شاہ میں اُن سب کو
قتل کیا۔ اس طرح خاندان امیر سبکتگین کا ختم ہوا۔ دستور کے موافق اس خاندان کا ستارۂ اقبال
بھی دو سو سال میں اپنا دورہ پورا کر کے ایسا غروب ہوا کہ پھر طلوع نہ ہوا۔ اس ادبار کے واقعہ کا
بیان ملک خسرو کی سلطنت میں بالتفصیل بیان کیا گیا ہے +

سلطان شہاب الدین محمد بن سام کا خاتمہ +

جب خاندان غزنین کا چراغ گل ہو گیا تو پھر اہل اسلام میں شہاب الدین کا کوئی مخالف باقی
نہ رہا اور جب شہاب الدین سلجوقیوں اور تاتاری قوموں اور اور جنگجو قوموں سے لڑنے بھڑنے
کا مشتاق ہوا تو اُسکے سامنے ان ہندوؤں کی ظاہر اکچھ اصل نہ تھی۔ یہ بیچارے طبیعت کے نرم
اور لڑائی جھگڑے نے کو سوں بھاگنے والے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بکھرے پڑے ہوئے